REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO. R.N. 61/570

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

POSTAL REGISTRATION NO. P/GDP-23.

جلد ۴۴ شمارہ ۳

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ

ہفت روزہ بدر قادیان

شرح چندہ
سالانہ ۱۰۰ روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
۲۰ پاؤنڈیا ۴۰ ڈالر امریکن
بذریعہ بحری ڈاک
دس پاؤنڈیا ۲۰ ڈالر امریکن

ایڈیٹر: منیر احمد خادم
نائبین: قریشی محمد فضل اللہ، محمد نسیم خان

THE WEEKLY "BADR" QADIAN-143516-

۱۷ رشعبان ۱۴۱۵ ہجری — ۱۹ رصلح ۱۳۷۴ ہش — ۱۹ رجنوری ۱۹۹۵ء

اخبارِ احمدیہ

لندن ۱۶ رجنوری (ایم۔ٹی۔اے) سیدنا حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل سے بخیر و عافیت ہیں۔ الحمد للہ۔

احباب کرام پیارے آقا کی صحت و سلامتی درازیٔ عمر خصوصی حفاظت اور مقاصد عالیہ میں معجزانہ فائز المرامی کے لئے دعائیں کرتے رہیں۔

اللہ تعالیٰ ہر آن حضور انور کا حامی و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔

یہ ماہ (رمضان) تنویر قلب کیلئے عمدہ مہینہ ہے

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ سے ماہ رمضان کی عظمت معلوم ہوتی ہے۔ صوفیاء نے لکھا ہے کہ یہ ماہ تنویر قلب کے لئے عمدہ مہینہ ہے کثرت سے اس میں مکاشفات ہوتے ہیں۔ صلوٰۃ تزکیہ نفس کرتی ہے اور صوم تجلی قلب کرتا ہے۔ تزکیہ نفس سے مراد یہ ہے کہ نفس امارہ کی شہوات سے بعد حاصل ہو جائے اور تجلی قلب سے مراد یہ ہے کہ کشف کا دروازہ اس پر کھلے کہ خدا کو دیکھ لے پس انزل فیہ القرآن میں یہی اشارہ ہے اس میں کوئی شک و شبہ نہیں کہ روزہ کا اجر عظیم ہے لیکن امراض اور اغراض اس نعمت سے انسان کو محروم رکھتے ہیں مجھے یاد ہے کہ جوانی کے ایام میں میں نے ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ روزہ رکھنا سنت اہل بیت ہے میرے حق میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا سلمان منا اہل البیت سلمان یعنی الصلحان کہ اس شخص کے ہاتھ سے دو صلح ہوں گی ایک اندرونی دوسری بیرونی اور یہ اپنا کام رفق سے کرے گا نہ کہ شمشیر سے اور میں مشرب حسین پر نہیں ہوں کہ جنہے جنگ کی بلکہ مشرب حسن پر ہوں کہ جنہے جنگ کی تو میں نے سمجھا کہ روزہ کی طرف اشارہ ہے چنانچہ میں نے چھ ماہ تک روزے رکھے اس اثناء میں میں نے دیکھا کہ انوار کے ستونوں کے ستون آسمان پر جا رہے ہیں یہ امر مشتبہ ہے کہ انوار کے ستون زمین سے آسمان پر جاتے تھے یا میرے قلب سے لیکن یہ سب کچھ جوانی میں ہو سکتا تھا اور اگر اس وقت میں چاہتا تو چار سال تک روزہ رکھ سکتا تھا۔ (ملفوظات جلد ۹ صفحہ ۲۵۷)

خلاصہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۳ رجنوری ۱۹۹۵ء بمقام مسجد فضل لندن

آپ کی روحانی عمارت کی بقا اور استحکام اخلاقِ حسنہ پر مبنی ہے

احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتح کے دن بہت قریب آگئے ہیں لیکن اس سے پہلے لازم ہے کہ آپکی ذمہ داریاں آپکو کھول کھول کر سمجھاؤں

از سیدنا حضرت اقدس امیر المؤمنین مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

لندن (ایم۔ٹی۔اے) تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اعلیٰ اخلاق کی ضرورت و اہمیت پر ایمان و عرفان سے بھرپور بصیرت افروز خطاب ارشاد فرمایا حضور انور نے خطبہ کے شروع میں ابوداؤد کی یہ حدیث بیان فرمائی کہ:

مَا مِنْ شَيْءٍ فِي الْمِيْزَانِ اَثْقَلُ مِنْ حُسْنِ الْخُلُقِ

یعنی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کے تول میں کوئی چیز اچھے اخلاق سے زیادہ وزن نہیں رکھتی۔ یہ حدیث بیان کرنے کے بعد حضور نے فرمایا۔ دین کا ماحصل اخلاق ہے اعلیٰ اخلاق سے ہی فیصلہ ہوگا کہ کس کا دین کیسا ہے اس سے ثابت ہوا کہ اخلاق دین سے الگ نہیں بلکہ اخلاق دین کا پیمانہ ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے بُعِثْتُ لِاُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْاَخْلَاقِ کہ میں اخلاق کی بلندیوں کی تکمیل کے لئے مبعوث کیا گیا ہوں۔ یہ بہت ہی گہری حدیث ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ میری بعثت وہاں ہوئی ہے جہاں اخلاق اپنے انتہا کو پہنچتے ہیں یہ مفہوم قرآن کریم کی اس آیت کی تائید میں ہے جہاں فرمایا هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ یہ کتاب اور صاحب کتاب متقیوں کو ہدایت دینے والے ہیں تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جو یہ ارشاد ہے کہ میں مکارم اخلاق پر فائز کیا گیا ہوں یا وہاں سے میری بعثت شروع ہوئی ہے اس نے اس مسئلہ کو جو دین اور دنیا کے درمیان فاصلہ دکھائی دیتا تھا۔ حل کر دیا۔

حضور نے فرمایا کہ مذہب ہمیشہ اعلیٰ خلق کی بنیاد پر قائم ہوتا ہے اور کوئی مذہب سچا نہیں جس کی بنیاد اعلیٰ اخلاق پر نہ ہو اور یہی وہ فلسفہ ہے جو خدا تعالیٰ کی ہستی کے ثبوت کے طور پر استعمال ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ لینن نے اس بات کو مانا کہ اگر ہم اعلیٰ اخلاق کو مان لیں گے تو لازماً مذہب کو ماننا پڑے گا۔ پس اخلاق اگر سچے ہوں تو لازماً خدا کی طرف لے جاتے ہیں

حضور نے فرمایا ایسے اخلاق جو نقالی کے طور پر یا دکھاوے کے طور پر کئے جاتے ہیں۔ (باقی صفحہ ۱۵ پر)

منیر احمد حافظ آبادی پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر: نگران بورڈ بدر قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ
ہفت روزہ بدر قادیان
مورخہ ۱۹ر صلح ۱۳۷۴ ہش

اہل ہند کو حضرت امام جماعت احمدیہ کی نصیحت

خلافت رابعہ کا یہ دور سید سیدنا حضرت اقدس مسیح پاک علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مبارک دور سے عجیب مشابہتیں رکھتا ہے۔ جس طرح حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان کے افتتاحی خطاب فرمودہ ۲۶ر دسمبر کے موقع پر ہندوستان میں قیام امن بالخصوص، مذہبی دنیا میں امن کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے بالکل اسی طرح آج سے ایک سو سال قبل ۱۸۹۵ء کے سال حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مذہبی منافرتوں کو مٹانے اور امن کے قیام کے لئے توجہ دلائی تھی اور اس کے لئے بعض تجاویز بھی پیش فرمائی تھیں۔ مثلاً آپ نے یہ تجویز پیش کی کہ کوئی فریق دوسرے فریق پر ایسا حملہ یا ایسا اعتراض نہ کرے جو خود اس کے اپنے مذہب پر پڑتا ہے کیونکہ یہ بھی ایک فتنہ و فساد کا ذریعہ ہے کہ لوگ اپنے اندر نگاہ ڈالے بغیر دوسرے مذاہب اور ان کے پیشواؤں پر حملے کرتے ہیں دوسرے آپ نے فرمایا کہ ہر مذہب والا اپنی مذہبی کتب کی ایک فہرست شائع کر دے اور پھر حکومت کی طرف سے پابندی لگا دی جائے کہ کوئی فریق دوسرے فریق کے مذہب پر اعتراض کرتے ہوئے ان کتب سے باہر نہ جائے کیونکہ مذہبی منافرت کی ایک بڑی وجہ یہ بھی ہے کہ رطب و یابس کے ہر ذخیرہ کو جو کسی کی طرف سے شائع ہو اس مذہب کے خلاف حملہ کرنے کے لئے بہانہ بنا لیا جاتا ہے

آج پھر سو سال کے بعد آپ کے خلیفہ برحق نے اہل ہند کو مذہبی دنیا میں امن و امان کے قیام کی طرف توجہ دلائی ہے اور ایسے وقت میں دلائی ہے جبکہ برصغیر کے ممالک کو اس وقت پہلے سے کہیں بڑھ کر امن و آشتی کی ضرورت ہے۔ ہم نے گزشتہ کئی دہائیوں میں اپنے اندرونی و بیرونی اختلافات کی وجہ سے اچھی طرح محسوس کر لیا ہے۔ کہ ان اختلافات و منافرتوں کے نتیجہ میں ہم دنیا کے ممالک کی نسبت دن بدن غریب ہوتے جا رہے ہیں وہ قیمتی دولت جو ہم عوام کی فلاح و بہبود کیلئے خرچ کر سکتے ہیں ہمیں ایک دوسرے سے خوف و بدامنی کے باعث دفاع پر خرچ کرنی پڑ رہی ہے۔

آج سے پچاس سال قبل ہمارا ملک دو حصوں میں تقسیم ہوا اور اس کی وجہ بھی دراصل یہی تھی کہ ملک کے ایک طبقہ کو دوسرے طبقہ پر اعتماد و یقین نہیں تھا۔ وہ ہرگز اپنے آپ کو شودروں کی صف میں کھڑا نہیں رکھنا چاہتا تھا وہ نہیں چاہتا تھا کہ اُسے پانی پلاتے وقت کٹیا کو ہتھیلی سے چھ انچ اوپر رکھا جائے جبکہ دوسرا طبقہ چھوت چھات اور دیگر تفریقات کو ہوا دیتا رہا اس سے ہر دو طبقوں کو ایک دوسرے سے الگ ہونے کا موقع مل گیا۔ یہی وہ چیز ہے جس نے پچاس سال قبل پاکستان کی بنیاد رکھی اور انہی تفریقات و عدم مساوات کے باعث بیس سال قبل بنگلہ دیش معرض وجود میں آیا۔ وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ ادھر ہندوستان میں بھی مختلف مسائل پیدا ہوئے اور ہو رہے ہیں وجہ یہی ہے کہ ہم اپنے بعض بھائیوں کو مطمئن نہیں کر سکے ان سے وہ سلوک نہیں کر سکے جو ان کی خوشی زندگی و بقا کے لئے ضروری تھا۔ یہی حال پاکستان کا ہے وہاں بھی معاشرے کے بعض طبقوں کے حقوق کی ادائیگی میں غفلت برتی جا رہی ہے۔ اور اس کے ذمہ دار ہر دو طرف کے مفاد پرست و متعصب سیاسی و مذہبی لیڈران ہیں اگر پاکستان میں اقلیتوں پر ظلم ہو مذہب کی آڑ لے کر اور توہین رسالت کے بہانے بنا بنا کر معصوموں کی جان لی جائے تو کیا وجہ ہے کہ ہندوستان کے انتہا پسند ہندو وہی سلوک ہندوستان کے مسلمانوں سے نہ کریں۔ پس ہر دو ممالک میں اور اب تو بنگلہ دیش میں بھی ہر دو مذاہب کے ٹھیکیدار اپنے اپنے مذاہب کی جھوٹی ہمدردی میں معصوموں کو ظلم و ستم کا نشانہ بناتے ہیں دراصل "دوسروں" کو نہیں ایک لحاظ سے وہ اپنوں کو ہی مصیبت میں ڈالتے ہیں کیونکہ اس کے نتیجے میں "اپنے" دوسری طرف ظلم کا نشانہ بنتے ہیں

اگر ہم اس مصیبت سے چھٹکارا حاصل کرنا چاہتے ہیں تو اس کے لئے سب سے ضروری امر یہ ہوگا کہ مذہب کے نام پر سیاست کو خیرباد کہہ دیا جائے۔ شریعت و شاستر سے حکومت چلانے کی بجائے عدل و انصاف کی حکومت کو مضبوط بنایا جائے۔ قرآن مجید نے جہاں حکومت کی تعلیم دی ہے ہرگز شریعت کے مطابق حکومت چلانے کی تعلیم نہیں دی بلکہ عدل کی حکومت کا اعلان فرمایا ہے۔ ارشاد ربانی ہے واذا حکمتم بین الناس ان تحکموا بالعدل (النساء: ۵۹) کہ "جب الناس یعنی لوگوں کی حکومت تمہیں سپرد ہو تو عدل سے حکومت کرو" یہ نہیں فرمایا کہ تحکموا بالشریعۃ کہ شریعت سے حکومت کرو۔

یہی سنہری اسلامی تعلیم باقی مذاہب کے لئے بھی مشعل راہ ہے کہ جب انہیں عنان حکومت نصیب ہو تو عدل و انصاف کی حکومت کو قائم کریں۔

یہ تو ہے سیاست کی بات دوسری بات مذہبی دنیا میں امن کے قیام کی ہے ہر انسان کو حق ہے کہ جس بات کو وہ اچھا سمجھتا ہے بے شک دوسروں تک اسے پہنچائے لیکن کسی کا یہ حق نہیں کہ وہ اس کی زبان بندی کرے یا مقابل پر فتنہ پردازی کرے۔ تمام اہل مذاہب پیار و محبت کے ماحول میں رہتے ہوئے ایک دوسرے تک اپنا پیغام محبت پہنچا سکتے ہیں پھر جو چاہے جسے قبول کرے آزادی ضمیر و آزادی مذہب ہر انسان کا بنیادی حق ہے لیکن بدقسمتی سے ہمارے ہاں نہ تو دوسرے کی بات کو فراخدلی سے سنا جاتا ہے اور نہ ہی ایک دوسرے کے خیالات کو بلند حوصلگی سے برداشت کیا جاتا ہے یہی وجہ ہے کہ یہاں آئے دن مذہبی دنگوں اور فسادات کا بازار گرم رہتا ہے

پاکستان کا حال اس سے بھی بدتر ہے جہاں بعض مذاہب و فرقوں کو اپنی بات کہنے اور لکھنے کی اجازت تک نہیں اور جہاں ناموس رسول کے نام پر بہانے بنا بنا کر اپنے مسلک کے مخالف کمزوروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا جانا جائز سمجھا جاتا ہے پس ضروری ہے کہ ہم سیاسی و مذہبی دنیا میں امن و امان کو قائم کریں کیونکہ امن کے بغیر نہ تو ہم اقتصادی ترقی کر سکتے ہیں اور نہ ہی ایک متحد قوت بن کر ابھر سکتے ہیں۔ وقت ہے کہ ہم حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالیٰ کی اس بروقت قیمتی نصیحت پر کان دھریں اور دل و جان سے عمل کرنے کی کوشش کریں۔

(منیر احمد خادم)

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَّسَحِّقْھُمْ تَسْحِیْقًا۔ اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
شریف جیولرز
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان
پروپرائیٹر:- حنیف احمد کامران
حاجی شریف احمد
PHONE - 04524-649

طالبان دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS.
۱۶ مینگولین کلکتہ-۷۰۰۰۰۱

ارشاد نبوی ﷺ
اَلْاَعْمَالُ بِالْخَوَاتِیْمِ
(عملوں کا دارومدار انجام پر ہے)
(منجانب) :-
یکے از اراکین جماعت احمدیہ بمبئی

خطبہ جمعہ

غیبت سے کلیتہً اجتناب کریں

اور :-

اس کا ایک طریقہ اپنے محبت کے دائرے کو وسیع کرنا ہے - !

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
بتاریخ ۱۸ رنومبر ۱۹۹۴ء مطابق ۱۸ رنبوت ۱۳۷۳ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور نے فرمایا۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اجْتَنِبُوْا كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوْا وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ۝

(سورہ الحجرات : ۱۳)

آج کے خطبے کے لئے میں نے جس آیت کریمہ کا عنوان باندھا ہے یہ سورہ الحجرات سے لی گئی ہے اور اس کی تیرھویں آیت ہے اس میں بعض امور کے علاوہ خصوصیت سے غیبت کے متعلق مسلمانوں کو جو مومنوں کا معاشرہ ہے متنبہ کیا گیا ہے اور ایسے الفاظ میں متنبہ کیا گیا ہے کہ اگر کوئی انسان اس کے پیغام کی حقیقت کو سمجھ لے تو غیبت کا تصور بھی اس کے قریب نہ پھٹکے۔ لیکن جس رنگ میں یہ ذکر فرمایا گیا ہے اس میں یہ بات بھی نکلتی ہے کہ اس مکروہ چیز کا شوق تم لوگوں میں اتنا پایا جاتا ہے کہ گویا ایسے جانتے بوجھتے ہوئے بھی تم بے اختیار اس کی طرف کھنچے چلے جاؤ گے یا کھنچے چلے جاتے ہو۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اے وہ لوگو جو ایمان لائے ہو اوّل كَثِيْرًا مِّنَ الظَّنِّ سے یعنی اندازے لگانے سے اجتناب کیا کرو اور ظنوں کی بہت زیادہ عادت کہ یہ ہوا ہوگا اور یہ ہوا ہوگا یہ ایک ایسی خطرناک عادت ہے کہ ان اندازوں میں سے بعض یقیناً گناہ ہوتے ہیں پس تم ایک ایسے میدان میں پھرنے ہو جس میدان میں خطرناک گڑھے ہیں یا جنگل کے درندے ہیں تم جتنا بھی کہ تم دیکھ بھال کر قدم اٹھا رہے ہو مگر جو ایسے خطرے مول لیتا ہے یقیناً اس کا پاؤں کہیں نہ کہیں رپٹ جاتا ہے، غلطی سے کسی گڑھے میں پڑ جاتا ہے یا کسی درندے کے چھپنے کی جگہ کے قریب سے گزرتا ہے اور اسے حملے کی دعوت دیتا ہے تو مراد یہ ہے کہ ہر ظن گناہ نہیں ہے یہ درست ہے۔ بعض ظن جو درست ہوں، حقیقت پر مبنی ہوں وہ خدا کے نزدیک گناہ نہیں لیکن ظن کرنے کی عادت خطرناک ہے اور اس کے نتیجے میں ہرگز بعید نہیں کہ تم سے بڑے گناہ سرزد ہوں دوسری بات یہ فرمائی کہ تجسس کبھی نہ کیا کرو۔ ظن کا جو تعلق ہے وہ تجسس سے بہت گہرا ہے جب انسان کو یہ شوق ہو کہ کسی کی کوئی کمزوری معلوم کرے تو اس وقت جو ظن ہیں وہ زیادہ گناہ کے قریب ہوتے ہیں کیونکہ انسان اپنے بھائی یا اپنی بہن میں بدی ڈھونڈ رہا ہوتا ہے۔ اور تجسس کی عادت اگر ظنوں کی عادت کے ساتھ مل جائے تو بہت بڑا احتمال پیدا ہو جاتا ہے کہ یہ شخص گناہگار ہوگا پس اس مضمون کو آگے بڑھاتے ہوئے یہ فرمایا "وَلَا يَغْتَبْ بَّعْضُكُمْ بَعْضًا" اور کوئی تم میں سے کسی دوسرے شخص کی غیبت نہ کرے یعنی اس کی غیر حاضری میں اس کی عدم موجودگی میں اس پر تبصرے نہ کیا کرے اب یہ جو پہلا مضمون بیان ہو رہا ہے اس کا آخری طبعی نتیجہ ہے جو شخص ظن کی عادت رکھتا ہے جلدی سے نتائج نکالتا ہے کہ یہ ہوا ہوگا اور جو شخص تجسس کی عادت رکھتا ہے وہ اپنے ظن کو گناہ کے قریب تر پہنچا دیتا ہے کیونکہ تجسس کا مطلب ہے اسے شوق ہے کچھ معلوم کرنے کا اس لئے بے وجہ ظن نہیں کر رہا یونہی اتفاقاً ظن نہیں کر رہا بلکہ کسی خاص مقصد کی تلاش میں اس کا ظن ہے اور ایسے موقعہ پر وہ نتیجہ نکالنا جو غلط ہے اور جس اپنے تجسس کے شوق میں اس نے نکالا ہے یہ ایک طبعی بات ہے یعنی ایسا احتمال بہت بڑھ جاتا ہے۔

تیسری صورت میں جب تجسس کرتا ہے تو کیوں کرتا ہے۔ بنیادی طور پر اس کو اپنے بھائی یا بہن سے کوئی دبی ہوئی مخفی نفرت ہوتی ہے۔ وہ پسند نہیں ہوتا اور غیبت اس کی کی جاتی ہے جو پسند نہ ہو کبھی آپ نہیں دیکھیں گے کہ ماں باپ بیٹھ کر بچوں کی غیبت کر رہے ہیں اگر ایسا ہو تو بنیادی طور پر ان کے تعلقات کے نظام میں کوئی ایسا رخنہ ہے جسے پاگل پن کہا جا سکتا ہے۔ مگر غیبت اور کسی شخص سے پرخاش رکھنا کوئی اس کے متعلق حسد کا پیدا ہونا اسی قسم کے محرکات ہیں جو تجسس کی پہلے عادت ڈالتے ہیں اور پھر جب تجسس ان کے سامنے کوئی تصورات پیش کرتا ہے، حقائق نہیں بلکہ وہ ظن جو ان کی عادت میں داخل ہے تجسس کے نتیجے میں اندازے لگاتا ہے کہ ہم یہاں تک تو پہنچ گئے ہیں اندر کمرے میں جا کر تو نہیں دیکھا مگر صاف پتہ لگتا ہے کہ یہ ہو رہا ہوگا اور چونکہ بدنیتی سے ہی اس سفر کا آغاز ہے اس لئے جو بھی ماحصل ہے وہ یقینی ہو یا غیر یقینی ہو وہ اسے آگے مجالس میں بیان کرتے اور اس کے چسکے لیتے ہیں۔ یہ ایک پورا نفسیاتی سفر ہے جو غیبت کرنے والا اختیار کرتا ہے جس کو قرآن کریم نے سلسلہ بہ سلسلہ اسی طرح بیان فرمایا جیسے انسانی فطرت میں یہ بات پائی جاتی ہے لیکن غیبت کی صرف یہ وجہ نہیں۔ یہ مراد نہیں ہے کہ اس کے سوا اور کوئی غیبت نہیں ہے۔

غیبت بغیر تجسس کے بھی پیدا ہوتی ہے۔ غیبت، ایک شخص کی بدی جو کھل کر اس کے سامنے آئی ہے اور تجسس کے نتیجے میں نہیں اس کو نفرت کی نظر سے دیکھتے ہوئے اس میں دور کرنے کی کوشش کرنے کی بجائے ان لوگوں کو پہنچانا جو اس کو سن کر اس شخص سے اور دور ہٹ جائیں گے اور اس کی اس شخص سے دشمنی میں اس کے طرفدار ہو جائیں گے۔ یہ نیت بھی ہوتی ہے اور بعض دفعہ حقائق پر مبنی غیبتیں بھی کی جاتی ہیں اور ہر نیت کا ٹیڑھا ہونا لازم ہے ورنہ یہ گناہ نہیں ہے۔

ایک موقع پر حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات سے کسی کے سامنے کسی شخص کی بات بیان کی اور ان کو شک گزرا کہ نعوذ باللہ من ذالک غیبت تو نہیں ہو رہی وہ شخص موجود نہیں تھا مگر وہ جن کو منصب عطا ہوتا ہے، بعض ذمہ داریاں عطا ہوتی ہیں۔ بعض دفعہ وہ اپنے تبصرے کو بعض دوسرے لوگوں کے سامنے بیان کرتے ہیں اور مقصد یہ نہیں ہوتا کہ نعوذ باللہ ان کہنے والوں کے درمیان کوئی نفرت کی خلیج پیدا کریں یا دوریاں پیدا کریں بلکہ ایک قسم کی نصیحت ہوتی ہے ایک شان

ذو پیش کرتے ہوئے کہ دیکھو یہ ناپسندیدہ فعل تھا تمہیں ایسا نہیں کرنا چاہیئے اور اس سے زیادہ چونکہ نیت میں کوئی رخنہ نہیں ہوتا اس لئے اللہ کے حضور اسے ہرگز غیبت شمار نہیں کیا جائے گا۔ نہ کبھی حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے غیبت فرمائی۔ پس غیبت کے موضوع پر مختلف احادیث پر نظر رکھ کر جو قطعی نتیجہ نکلتا ہے وہ یہی ہے کہ ایسی نیت سے خواہ برائی تلاش کی جائے یا برائی اتفاقاً نظر آجائے اور پھر اس نیت سے ان باتوں کو دوسروں کے سامنے بیان کیا جائے کہ جس کے متعلق بیان کیا جا رہا ہے اس پر بیان کرنے والے کو ایک قسم کی فوقیت مل جائے کہ دیکھو میں اس بات سے مطہر ہوں اور نیت یہ ہو دیکھو یہ آدمی کیسا ذلیل ہے اور گھٹیا ہے اور اس کے ساتھ اس بات کا خوف بھی دامنگیر ہو کہ یہ بات اس شخص تک نہ پہنچ جائے یہ خوف دامنگیر ہونا ظاہر کرتا ہے کہ وہ چھپ کر حملہ کرنا چاہتا ہے وہ جب موجود نہیں ہے پیچھے سے ایسا وار کرنا چاہتا ہے کہ جس کا وہ جواب نہ دے سکے۔ اگر یہ نیت ہو تو یہ بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی مثال دیتے ہوئے قرآن کریم فرماتا ہے

"اَیُحِبُّ اَحَدُکُمۡ اَنۡ یَّاۡکُلَ لَحۡمَ اَخِیۡهِ مَیۡتًا فَکَرِهۡتُمُوۡهُ"

کیا تم میں سے کوئی شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھائے تم تو کراہت کرنے لگے ہو دیکھو! تم تو یہ بات سنتے سنتے ہی سخت کراہت محسوس کر رہے ہو اب کیسی کراہت جبکہ عملاً اپنی زندگی میں تم نے یہی وطیرہ اختیار کر رکھا ہے جب اپنے بھائی یا اپنی بہن یعنی مومن کے تعلقات کی بات ہو رہی ہے۔ سگے بھائی یا بہن کی بات نہیں، ان کے خلاف جب تم باتیں کرتے ہو تو مُردے کا گوشت کھانے والی بات ہے لیکن کراہت کے ساتھ نہیں چسکے لے کر تو مثال تو ایک ہی ہے ایک جگہ تم چسکے لیتے ہو ایک جگہ کراہت محسوس کرتے ہو۔ یہ تمہاری زندگی کا تضاد ہے جو درست نہیں ہے حالانکہ دونوں کو ایک ہی پیمانے سے جانچنا چاہیئے۔ اس نصیحت اور اس مثال کے بعد پھر بھی انسان غیبت میں مزے اٹھاتا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ روحانی لحاظ سے بعض باتوں کی کراہت کو جاننے کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ وہ مثال سنتا ہے ایمان لے آتا ہے اللہ نے فرمایا ٹھیک ہی ہوگا لیکن جہاں تک وہ سوچتا ہے میری ذات کا تعلق ہے مجھے تو مزہ آرہا ہے مجھے تو بھائی کے گوشت والی کراہت اس میں ذرا محسوس نہیں ہو رہی جس کا مطلب ہے اس کا تناظر بدل گیا ہے وہ جس پہلو جس زاویہ سے چیزوں کو دیکھ رہا ہے وہ خدا کا پہلو نہیں ہے۔ خدا کا زاویہ نہیں ہے۔ پس بیماری محض گناہ کی بیماری نہیں ہے ایک گہرا رخنہ ہے مزاج میں اور ذوق میں اور اس کی اصلاح نسبتاً زیادہ مشکل ہوتی ہے اگر ایک انسان گناہ سمجھتے ہوئے اس کی بدیوں سے واقف ہوتے ہوئے وقتی طور پر گناہ کے بعض پہلوؤں سے متاثر ہو جائے جن میں کشمکش بھی پائی جاتی ہے تو ایسا شخص بار بار توبہ کرتا ہے اور سنبھلتا ہے مگر غیبت کرنے والوں میں میں نے یہ چیز نہیں دیکھی۔

> **تجسس کی عادت اگر ظن کی عادت میں شامل ہو جائے تو بہت بڑا احتمال ہوتا ہے کہ یہ شخص گنہگار ہوگا۔!**

لوگ بسا اوقات مجھے لکھتے ہیں کہ ہم سے فلاں جرم ہو گیا، فلاں غلطی ہو گئی بعض دفعہ تفصیل سے بیان کرتے ہیں۔ بعض دفعہ اشارۃً بات کرتے ہیں جو سمجھ میں آجاتی ہے مگر مجھے یاد نہیں کہ کسی نے کہا ہو کہ مجھ سے غیبت ہو گئی تھی اللہ معاف کرے بڑا گند کیا ہے میں نے۔ اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھا بیٹھا ہوں اور اب مجھے کراہت اور متلی ہو رہی ہے۔ خدا کے لئے دعا کریں اللہ اس بد

نتیجے سے محفوظ رکھے کبھی آپ میں سے کسی کے ساتھ ایسا اتفاق ہوا ہو تو مجھے بتائے میرے ساتھ نہیں ہوا۔ یہ مطلب ہے میرا کہ ذوق بدل چکے ہیں جہاں ذوق بدل جائیں وہاں گناہ کی نحوست کا احساس نہیں رہتا اور ایک ایسا شخص نصیحت سن کر بار بار پھر وہی ٹھوکر کھاتا ہے لیکن اگر وہ خود اپنے آپ کو اس بھائی کی جگہ رکھے جس کا گوشت کھایا جا رہا ہے پھر شاید وہ اس بات کو بہتر سمجھتا ہو اور اس شرمندگی کو یاد کرے جب ایسا شخص جس کی غیبت ہو رہی ہے اچانک کمرے میں داخل ہو جاتا ہے کیسے کھسیانی ہنسی ہنستے ہیں وہ ساری مجلس والے کیسے پردہ ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور اس کا تاثر غلط ثابت کرنے کے لئے پھر جھوٹ بولنے لگ جاتے ہیں۔ ہم تو یہ کہہ رہے تھے، ہم تو وہ کہہ رہے تھے اور پھر جب الگ ہوتے ہیں تو پھر آپس میں خوب ہنستے ہیں اور شرمندگی کی ہنسی کہ ہم سے آج خوب ہوا جس کی باتیں کر رہے تھے وہی پہنچ گیا۔ یہ سب جرم کی نشانیاں ہیں۔ ان کا ضمیر گواہی دیتا ہے کہ جرم کر رہے تھے ورنہ یہ حرکتیں نہ ہوتیں۔ بعض دفعہ ایسا واقعہ ہوتا ہے کہ ایک شخص کسی کے متعلق بات کہہ رہا ہے مگر نیت اور ہے پاک نیت سے سمجھانے کی خاطر کہہ رہا ہے وہ پیچھے بیٹھا سن رہا ہے علم میں کبھی آجائے تو خجالت نہیں ہوتی بلکہ انسان چونکہ اچھے رنگ میں نیک نیت سے بات کر رہا ہے اس کو شرمندگی محسوس نہیں ہوتی یہ تو کہہ سکتا ہے کہ اگر تم کو کوئی تکلیف پہنچی ہے تو میں معذرت خواہ ہوں مگر یہ بات واقعہ ہے درست ہے اور اس چیز کا قطعی یقین کہ یہ بات اس وقت نیت میں گناہ نہیں ہوتا یا اس وقت وہ غیبت نہیں کر رہا ہوتا یہ بات درست ہے آسانی سے مل جاتا ہے ایسا شخص اپنے دفاع میں کچھ نہیں کہہ سکتا جو اس کے بیان کو غلط کہے اور چونکہ وہ جانتا ہے کہ اس کے تعلق مجھ سے درست ہیں اور نیت بگڑی ہوئی نہیں ہے اس لئے اس کے نتیجے میں نفرت اور دوری بھی پیدا نہیں ہوتی۔

پس دو طرح سے غیبت کا احتمال ہے۔ ایک ہے بدنیتی کے ساتھ حملہ کرنے کی خاطر جھوٹی بات کہنا ایک سچی بات کو بدنیتی سے دشمنی کے نتیجے میں پھیلانا جو جھوٹی بات ہے اس کے دو پہلو ہیں ایک ظن ہے ظن کے پردے میں شک کا فائدہ اپنے لئے اٹھاتے ہوئے کہ شاید سچ ہو اس لئے میں جھوٹ نہیں بول رہا یہ حصہ ہے جو غیبت سے زیادہ تعلق رکھتا ہے جو واضح جھوٹ بولا جا رہا ہے اسے غیبت نہیں کہتے اس کا کچھ اور نام ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں مسلم کتاب البر میں یہ درج ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم نے فرمایا تمہیں معلوم ہے کہ غیبت کیا ہے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے فرمایا اپنے بھائی کا اس کی پیٹھ کے پیچھے اس رنگ میں ذکر کرنا جسے وہ پسند نہیں کرتا۔ عرض کیا گیا اگر وہ بات جو کہی گئی ہے سچ ہو اور میرے بھائی میں موجود ہو تب بھی یہ غیبت ہوگی آپ نے فرمایا اگر وہ عیب اس میں پایا جاتا ہے جس کا تم نے اس کی پیٹھ پیچھے ذکر کیا ہے تو یہ غیبت ہے اور اگر وہ بات جو تو نے کہی ہے اس میں پائی نہیں جاتی تو یہ بہتان ہے جو اس سے بڑا گناہ ہے۔ بہتان تراشی معصوم پر تو ایسا سخت گناہ ہے کہ قرآن کریم نے اس کی بہت سخت سزا مقرر فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ کی شدید ناراضگی کا اظہار فرمایا ہے تو دونوں صورتوں میں جواز کوئی نہیں رہتا اور اگر سچ ہے تو غیبت ہے ان معنوں میں کہ بھائی مر چکا اور مرے ہوئے بھائی کو ڈیفنس کا موقعہ نہیں دیا گیا۔ اس کی عدم موجودگی میں اس پر حملہ کیا گیا گویا اس کا گوشت کھایا گیا اور اس کے مزے اڑائے گئے اور بہتان کا مطلب ہے کسی کو قتل کر دینا یعنی روحانی دنیا میں بہتان قتل کے مشابہ ہے تو یہ MURDER کا گناہ ہے جو مرے ہوئے کے گوشت کھانے سے زیادہ مکروہ تو نہیں مگر بہت زیادہ بڑا ظلم ضرور ہے

اور زیادہ قابلِ مؤاخذہ ہے۔

پس کوئی بھی بہانہ بنایا جائے اگر غیبت کرتے ہیں اور چسکا پڑتا ہے اس کے لطف اُٹھائے جاتے ہیں اور اپنے کسی بھائی کو کم نظر سے دیکھا جا رہا ہے اس کی ہنسی اڑائی جا رہی ہے، اس کو ذلیل کیا جا رہا ہے اور ایسی باتیں کی جا رہی ہیں کہ جب وہ آجائے تو زبانیں گنگ ہو جائیں اور مجال نہیں کسی کی کہ وہ باتیں ان کے سامنے بیان کرسکے تو یہ ساری غیبت ہے۔ غیبت میں تھوڑی اور کم اور زیادہ کے بہت فرق ہیں۔ بڑی مغاول ہیں۔ بعض دفعہ غیبت ہی ہوتی ہے مگر نیتوں میں چونکہ فتور نہیں ہوتا اس رنگ میں بات کی جاتی ہے کہ سننے والے سارے جس شخص کے متعلق بات ہو رہی ہے اس سے دُور نہیں ہٹتے وہ بات سُن کر بلکہ ان سب کا قدرتی طبعی اپنا پن یہ ہوتا ہے وہ خبر نہیں ہوتی بلکہ ایک تبصرہ ہے جس میں وہ مجلس شریک ہے وہ تبصرہ اور اسی خبر میں ایک فرق ہے حالانکہ دونوں غیبت کے قریب قریب ہیں اس لئے یہ مضمون باریک بھی ہے اور منتشر بھی ہے لیکن جہاں تک معاشرے کو افراد کی حفاظت کا تعلق ہے یہ بہت ہی اہم مضمون ہے اس کو اگر آپ نے نہ سمجھا اور اس کا حق ادا نہ کیا تو بارہا آپ نفرتوں کے بیج بونے کے ذمہ دار ہوں گے۔ بارہا اپنے معصوم بچوں کے ساتھ منافقانہ تعلق رکھ کر آپ ایک منافق انسان بن جائیں گے اور منافقت جب ایک جگہ پیدا ہو جائے تو دوسری جگہ بھی اس کے پیدا ہونے کے احتمال پیدا ہو جاتے ہیں جو شخص عادتاً منافق ہو جائے عادتاً منافق بنانے کے لئے غیبت اس کا سب سے بڑا مددگار ہو جاتی ہے۔ عادتاً منافق ہو جائے یعنی کسی کے متعلق باتیں کرنا پیٹھ پیچھے اور اس کے سامنے ایسا تاثر پیدا کرنا کہ گویا وہ جو باتیں کہہ رہا تھا اس کے برعکس اس کے متعلق انداز سے رکھتا ہے۔ نظریات و تعلقات اس سے بالکل مختلف ہیں یہ منافقت ہے اور منافقت اگر انسانوں میں پیدا ہوتی ہے تو وہ پھر رفتہ رفتہ دین میں بھی داخل ہوتی ہے منافقت نظام جماعت میں بھی پیدا ہوتی ہے اور اپنے صدر، اپنے قائد، اپنے زعیم اپنے امیر اور اپنے دوسرے عہدیداروں سے کبھی پھر یہ منافقانہ سلوک شروع ہو جاتا ہے اور وہ غیبت جو فرد کی ہوتی تھی وہ نظام کی بن جاتی ہے اور نظام کی غیبت اس سے بھی بڑا گناہ ہے کیونکہ اس میں خدا کے کام کرنے کی طبیعتیں اُچاٹ ہو جاتی ہیں بعض دفعہ غیبت جب ان کی کی جاتی ہے تو وہ کہتے ہیں اچھا پھر یہ دین ہے تو ہم الگ ہو جاتے ہیں اپنا سب کچھ گنوا بیٹھتے ہیں اور اس کے ذمے دار وہ ظالم ہیں جو پہلے افراد کی غیبت پر جرأت کرتے ہیں بے باکی دکھاتے ہیں پھر طبعی طور پر ان کے اندر منافقت پیدا ہوتی ہے اور منافقانہ رنگ میں وہ جماعت پر بھی حملے کرتے ہیں اور نظام جماعت چلانے والے ذمہ دار افسران پر بھی حملے کرتے ہیں اور ہر جگہ آپ یہ قدر مشترک دیکھیں گے کہ نفرت پہلے ہے اور غیبت بعد میں ہے محبت اور غیبت اکٹھے نہیں رہ سکتے۔ پیار اور خلوص کا تعلق اور غیبت کا آپس میں کوئی جوڑ نہیں ہے۔

پس کئی طرح سے ہم غیبت کا مقابلہ کر سکتے ہیں ان میں ایک یہ مثبت طریق ہے کہ اپنے تعلقات کو دوسروں سے محبت کے رشتوں سے استوار کریں اور نظام جماعت سے بھی محبت پیدا کریں اور جو نظام جماعت چلانے والے ہیں ان سے بھی ادب اور محبت کا رشتہ باندھیں یہ سوچ کر کہ ہم تو آزاد ہیں بہت سا ہمارا اپنا وقت اپنے ذاتی معاملوں میں خرچ ہو رہا ہے یہ شخص دین کی خاطر بندھا ہوا ہے اس سے تعلق رکھنا اللہ تعالیٰ کی رضا جوئی کا موجب ہوگا خدا کی رضا حاصل کرنے کا ذریعہ بن جائے گا کیونکہ ہم خدا کی خاطر اس سے تعلق رکھ رہے ہیں یہ اگر سوچ کر بالارادہ انسان اپنی اپنی جماعت میں اپنے عہدیداروں کا احترام کرے خواہ وہ چھوٹے ہوں اور ان سے محبت کا طریق اختیار کرے

خواہ ان سے محبت پیدا نہ ہوتی ہو مگر بعض دفعہ احترام محبتوں میں بدل جاتے ہیں اور بعض دفعہ محبتیں احترام پیدا کرتی ہیں یہ دونوں طبعی ایک دوسرے کے ساتھ لازم وملزوم ہیں تو ان معنوں میں بےساختہ بے اختیار محبت نہیں جو ایک جلوہ حُسن سے پیدا ہوتی ہے وہ محبت جو بعض حسینوں کے تعلق اور واسطے سے پیدا ہوتی ہے میں اس کی بات کر رہا ہوں۔ اگر کسی شخص سے محبت ہے تو اس سے تعلق والوں سے بھی ایک محبت ہوتی ہے وہ ذاتی طور پر محبت کا مستحق نہ بھی ٹھہرے لیکن جس حسین کی یاد سے وابستہ ہے اس کے ساتھ محبت ہونا ایک طبعی امر ہے۔ چنانچہ مجنوں کے عشق کی دلیل میں سب سے بڑی دلیل یہ پیش کی جاتی ہے کہ مجنوں کو لیلیٰ کے کُتے سے بھی پیار تھا اور یہ امر واقعہ ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ جب محبت پاگل ہو جائے اتنی بڑھ جائے کہ اس میں دیوانگی آجائے تو ایسے شخص سے تعلق رکھنے والی ہر چیز سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور اس پر انسان کا اختیار نہیں رہتا تو جب میں محبت کہہ رہا ہوں تو آپ کو کوئی منافقت کی تعلیم نہیں دے رہا میں آپ کو گہری حقیقت بتا رہا ہوں کہ محبت حقیقتاً واسطہ بالواسطہ بھی اپنے اثر دکھاتی ہے اور جلوے دکھاتی ہے اسی لئے میں نے کئی دفعہ آپ کے سامنے صحابہ کی مثال رکھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے صحابہ کو جو عشق تھا آج بھی بہت دعویدار ہیں مگر وہ شکلیں ہی اور تھیں، وہ صورتیں ہی مختلف تھیں، سراپا عشق تھے ان کی آنکھوں سے محبت برستی تھی۔ ان کے چہروں سے، ان کی کھالیں ان کی جلدیں بولتی تھیں اور ایسے پگھلے ہوئے رہتے تھے کہ سارا وجود ان کا اس محبت میں مخمور اور سراپا گداز رہتا تھا اس لئے بچپن میں ہمارے لئے بڑی شرمندگی کے سامان ہوتے تھے۔ ہم جانتے تھے کہ ہماری کوئی حیثیت نہیں کوئی بزرگ صحابی آیا ہے دونوں ہاتھوں سے پکڑا اور ہاتھ زبردستی کھینچ کر پیار کیا اور اس وقت سمجھ نہیں آتی تھی شرمندگی سے ہم بھاگتے تھے لیکن بعد میں جب سوچا تو پتہ چلا یہ مسیح موعود علیہ السلام کا عشق تھا جو یہ جلوے دکھا رہا تھا اور اس وقت ہمارا زبردستی ان سے کرنا ان کے اخلاص کے ایک خاص حد تک پہنچے ہوئے ہونے کی وجہ سے ان پر زیادتی بن جاتا تھا۔ تو یہ چیزیں مصنوعی نہیں ہیں یہ عشق کے طبعی نتائج ہیں

کئی طرح سے ہم غیبت کا مقابلہ کر سکتے ہیں۔ ان میں ایک یہ مثبت طریق ہے کہ اپنے تعلقات کو دوسروں سے محبت کے رشتوں سے استوار کریں اور نظام جماعت سے بھی محبت پیدا کریں اور جو نظام جماعت چلانے والے ہیں ان سے بھی ادب اور محبت کا رشتہ باندھیں

اور میں جب کہتا ہوں کہ محبت نظام جماعت والوں سے بھی پیدا کرو تو مصنوعی طریق کی محبت نہیں کہہ رہا۔ آپ خدا سے محبت جب زیادہ کریں گے تب یہ محبتیں پیدا ہوں گی اگر اللہ سے سچا عشق ہے اور حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس درجہ بدرجہ تعلق کے نتیجے میں عشق ہے تو آپ کے نظام سے بھی محبت پیدا ہو جاتی ہے یہ ہو ہی نہیں سکتا کہ وہ نظام جو وابستہ ہو اس طرف اس سے انسان بے اعتنائی یا تکبر کی راہ اختیار کرے اور اپنی زبانیں بات بات پر کھولے اور بدتمیزی کے جملے اُن کے متعلق کہے اور تمسخر کرے اور پھر غیبت کرے اور نظام جماعت کے اُوپر تبصرے کرتے ہوئے لوگوں کی مجلسوں میں بیٹھ کر یہ کہے جی فلاں جی ہم نے دیکھ لیا امیر صاحب کو یہ ان کا حال ہے ان کے بیٹے کا یہ حال ہے ان کی بیٹی ایسی تھی اور سارے مل کر بیٹھ رہیں اور گویا کہ اس طرح امیر کے برہونے سے

وہ لوگ خلق کی نظر میں پاکباز ہوتے ہیں حالانکہ قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے کہ یہ لوگ اپنے جس مقام پر کبھی فائز تھے اس سے بھی گرتے چلے جاتے ہیں یہاں تک کہ بغاوت بھی پیدا ہوتی ہے بہتان تراشی بھی شامل ہو جاتی ہے۔ یہ ملتی جلتی بیماریاں ہیں۔ اکٹھی چلتی ہیں اس لئے غیبت کو کوئی معمولی بات نہ سمجھیں۔ غیبت سے کلیۃً اجتناب کریں اور اس کا ایک طریقہ اپنے محبت کے دائرے کو وسیع کرنا ہے۔

جہاں تک نظام جماعت کا تعلق ہے اللہ کے حوالے سے محبت وسعت اختیار کرتی ہے اور یہ بڑی واضح بات ہے لیکن جہاں تک عامۃ الناس کا اور احمدیوں کا تعلق ہے وہ بھی اسلام کے حوالے سے وسیع دائرے میں لازماً محبت سے تعلق رکھنے والا مضمون ہی رہتا ہے اور اس وسیع دائرے میں محبت اثر دکھاتی ہے۔ چنانچہ بسا اوقات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے اپنی نصیحتوں میں مسلمان کا ذکر کیا ہے۔ مسلمان سے مسلمان کو یہ نہیں ہوتا۔ مسلمان سے مسلمان کو نقصان نہیں ہو سکتا۔ پہلے مجھے تعجب ہوا کرتا تھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تو رحمۃ للعالمین ہیں تو رحمۃ للعالمین ہوتے ہوئے صرف مسلمانوں کا فیض مسلمانوں کے حوالے سے کیوں بیان فرماتے ہیں لیکن جب مزید غور کیا اور اس مضمون میں ڈوب کر دیکھا۔ تو پتہ چلا کہ یہ ایک بہت ہی پیارا انداز مسلمانوں کو نصیحت کرنے کا ہے۔ اس محبت کے حوالے سے جو ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے رسول کی نظر میں لازماً ہونی چاہیئے تھی اور یہ محبت کا رشتہ مسلمانوں سے باہر نسبتاً کمزور ہو جاتا ہے۔ رہتا ہے مگر نسبتاً کمزور اس لئے جب نصیحت کی جائے تو زیادہ قوی رشتے کا حوالہ دیا جاتا ہے۔ پس یہ نہیں فرما رہے کہ تم سے مسلمانوں کو گزند نہیں پہنچنا چاہیئے بلکہ فرما رہے ہیں کہ دیکھو مسلمانوں سے گزند پہنچنے کا تمہارے ساتھ تو کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ ناممکن ہے۔ پس اگر یہ کرتے ہو تو یہ گناہ ہے تم خود مسلمان نہیں رہتے اگر تم سے مسلمان ہوتے ہوئے بھی دوسرے مسلمانوں کو تکلیف پہنچتی ہے تو یہ ہرگز مراد نہیں کہ غیروں کو پہنچایا کرو بلکہ وہ حدیثیں اور ہیں ایسی بھی احادیث ہیں جن میں اسلام کے حوالے کے بغیر بنی نوع انسان کے حقوق بیان کرتے ہوئے صرف ان کے نہیں بلکہ جانوروں کے حقوق بیان کرتے ہوئے جانوروں سے بھی رحم اور شفقت کے سلوک کی ہدایت ہے۔

ایسی ایسی نصیحتیں ہیں کہ جس میں ایک شخص کے متعلق فرمایا کہ اونٹنی جس پر تم ظلم کرتے ہو اس کے تم جوابدہ ہو گے قیامت کے دن۔ یہ تمہارے خلاف واویلا کر رہی ہے اور اس نے آزاد کر دیا اس اونٹنی کو اور توبہ کی۔ آزاد کر دیا ان معنوں میں کہ کہا یہ شک میری طرف سے نکل جائے، جنگل میں پھرے۔ میں اس پر اب کوئی ظلم نہیں کروں گا آپ نے فرمایا اگر یہ نہ کرتے تو تم خدا کی پکڑ کے نیچے تھے ایک پرندے کی دردناک آواز سن کر آپ بے چین ہو جاتے ہیں خیمے سے باہر آجاتے ہیں کس نے اس مادہ پرندے کو دکھ دیا ہے۔

> اگر اللہ سے سچا عشق ہے اور حضرت محمد رسول اللہ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے اس درجہ بدرجہ تعلق کے نتیجہ میں عشق ہے تو آپ کے نظام سے بھی محبت پیدا ہو جاتی ہے — !

معلوم ہوتا ہے کسی نے اس کے انڈے اٹھا لئے ہیں یا بچہ اٹھا کرلے گیا ہے اور واقعۃً یہی بات نکلی اسے واپس گھونسلے میں رکھوایا تو پھر آپ کو چین آیا۔ یہ ہیں محمد رسول اللہ رحمۃ للعالمین۔ اس

لئے رحمۃ للعالمین کے مضمون سے ہٹ کر آپ کی کسی حدیث کا کوئی ترجمہ درست نہیں ہوگا۔ پس جب مسلمان کے حوالے سے بات کرتے ہیں تو اسلام جو باہمی محبت و اخوت پیدا کرتا ہے اس سے استفادہ کرتے ہوئے مسلمانوں کی تربیت کی ایک بہت ہی حکیمانہ کوشش فرماتے ہیں۔ پس اس پہلو سے جب ہم وسیع دائرے میں جاتے ہیں تو غیبت کا مضمون بھی اس دائرے میں ہمیں اس طرح قابل توجہ دکھائی دیتا ہے جیسا نسبتاً اندرونی دائرے کے مثلاً نظام جماعت ہی کا تعلق نہیں رہتا بلکہ غیبت تمام مسلمانوں کی کسی کی کرنا بھی اتنا ہی بڑا جرم اور بھیانک جرم ہے اتنا بڑا نہ سہی تو ایک بھیانک جرم ہے جو بڑے جرم میں تبدیل ہو سکتا ہے اور پھر اس تعلق سے بھی وہی طریق اختیار کریں یعنی اپنی محبت کو جو مسلمان سے مسلمان کو پہنچنی چاہیئے کسی مسلمان کو محروم نہ کریں اور اس حوالے سے اللہ اور رسول کی محبت کا تصور کر کے مسلمانوں پر محبت کا سایہ تمام کریں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے مسلمانوں کو پہنچتا تھا ان سے آپ براہ راست محبت نہ سہی لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے تو عشق کا دعویٰ ہے۔ اگر آنحضور ﷺ سے محبت کا دعویٰ ہے تو آپ کے متعلق تو قرآن کریم میں لکھا ہوا ہے "بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ" یہ وہ رسول ہے جو مومنوں کے لئے رؤف ہے یعنی خدا کی صفت رؤف آپ کے متعلق بیان فرمائی گئی۔ غیر معمولی نرمی رکھنے والا اور پیار اور شفقت اور رأفت کا سلوک کرنے والا رحیم پھر اس کا رحم ختم ہی نہیں ہوتا بار بار ان کے لئے رحم جلوہ گر ہوتا ہے اور بار بار ان کے لئے رحم جوش مارتا ہے تو اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے محبت ہے تو جس سے آپ کو محبت ہے اس سے بھی محبت ہونی چاہیئے اور محبت ہو تو چغلی نہیں رہ سکتی یہ ناممکن ہو جاتا ہے۔

> بعض پودے ہیں جو بعض سایوں کے نیچے مر جاتے ہیں پس غیبت کا پودا بھی رأفت اور رحمت کے سائے تلے پرورش نہیں پا سکتا — !

اگر غیبوبیت میں کوئی بات ہوئی بھی ہے تو کچھ اور اعلیٰ مقاصد کی خاطر ہوگی مگر چغلی کی خاطر نہیں ہوگی جیسا کہ میں نے مثال دی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے آپ کی زوجہ مطہرہ نے سوال کیا یا رسول اللہ آپ چغلی فرما رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا نہیں میں نے جو کہا وہ چغلی نہیں ہے کیونکہ آپ اپنے دل کی اندرونی تہہ بہ تہہ حالتوں پر نظر رکھتے تھے جانتے تھے کہ کہیں بھی پوشیدہ محرکات میں کوئی رخنہ نہیں ہے کوئی نیت کی ایسی خرابی نہیں جس کا تعلق کسی سے نفرت سے ہو یا کسی پر تفاخر کرنے سے ہو بلکہ بعض مقاصد کی خاطر بعض دفعہ کسی کی غیبوبیت میں بھی بعض باتیں کرنی پڑتی ہیں اور وہ پاک اور مقصد ہے وہ کوئی مجلسی شرارت نہیں ہے تو ان باتوں کو الگ رکھتے ہوئے میں بیان کر رہا ہوں کہ جس سے بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو پیار تھا تو آپ کو بھی ویسا پیار کرنے کی کوشش تو کرنی چاہیئے اور اس حوالے سے سارے مسلمان آپ کے رؤف اور رحیم بننے کے منتظر بیٹھے ہیں وہ چاہتے ہیں آپ ان سے رؤف اور رحیم والا سلوک کریں کیونکہ آپ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ آپ رؤف اور رحیم کے عاشق ہیں پس اس پہلو سے اگر آپ اپنے تعلقات کو خیر کے پہلو سے وسیع کریں گے تو آپ کی محبت مسلمانوں پر سایہ فگن ہو جائے گی اور اس سائے کے نیچے غیبت کا پودا پنپتا ہی نہیں ہے بعض پودے ہیں جو بعض سایوں کے نیچے مر جاتے ہیں پس غیبت کا پودا بھی رأفت اور رحمت کے سائے تلے پرورش نہیں پا سکتا پس ایک یہ بھی طریق ہے۔ اگر آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پیار ہے تو

پھر اور وسیع کر دیا اور بنی نوع انسان تک اس کی وسعت دے دیا تو اس کے نتیجے میں رحمۃ للعالمین کا تصور ہے جو آپ کو بنی نوع انسان کے لئے محبت رکھنے پہ بے اختیار کر دے گا۔ بے اختیار میں اس لئے کہہ رہا ہوں کہ یہاں مصنوعی محبت کی بات نہیں میں کر رہا۔ مصنوعی محبت کوئی چیز نہیں ہے۔ مصنوعی محبت ایک منافقانہ تصور ہے جس کی کوئی حقیقت نہیں ہے۔ لیکن حقیقی محبت بنی نوع انسان سے پیدا ہونا یہ بہت گہرے ایک قسم کے جہاد کے نتیجے میں پیدا ہوتی ہے۔ اب لفظ جہاد اور محبت میں بظاہر کوئی جوڑ نہیں لیکن میں آپ کو حقیقت بتا رہا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کو جو طبعی پیار بنی نوع انسان سے تھا چونکہ وہ اللہ کی محبت سے براہ راست پھوٹ رہا تھا اس لئے اس میں کسی جہاد کی ضرورت نہیں تھی۔ لیکن عام انسان جو ان باتوں سے دور ہو اسے اس لئے جہاد کی ضرورت رہتی ہے کہ اسے محسوس ہو گا کہ میری ابتدائی بنیادی محبت میں دشمنی ہے اور اللہ تعالیٰ سے محبت کے سچے تعلق استوار کرنا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے وہ سچا محبت کا تعلق رکھنا جو از خود دوسری محبتوں پر اثر انداز ہو جائے اور اس کا فیض عام ہو جائے یہاں تک کہ تمام بنی نوع انسان پہ پھیل جائے یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ اس کے لئے اپنی محبت پہ نظر رکھتے ہوئے اس کی خامیوں پر نگاہ کرتے ہوئے، انہیں دور کرنے کی کوشش کرتے ہوئے اعلیٰ درجے کا مزاج اور ذوق پیدا کرنے کی ضرورت ہے۔ اور اعلیٰ درجے کے مزاج اور ذوق کے بغیر نہ اللہ سے محبت ہو سکتی ہے نہ اللہ کے رسول سے محبت ہو سکتی ہے۔ اگر ذوق بگڑے ہوں تو محبوب بھی بگڑے ہوئے ہوتے ہیں۔ یہ ایک قدرتی بات ہے جسے نظر انداز کر کے بسا اوقات آپ اپنے اندرونی مسائل کا حل بھی تلاش نہیں کر سکتے۔ سوچتے ہیں کہ میں اللہ سے بڑی محبت کی کوشش کرتا ہوں، دعائیں بھی کرتا ہوں، مزہ نہیں آتا۔ نہ نمازوں میں، نہ نیکیوں میں اور میری کیوں نہیں سنی جاتیں۔ ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ آپ کا ذوق بگڑا ہوا ہو اور ذوق بگڑنے کے نتیجے میں آپ کا ذہن ہمیشہ بعض دنیا کی ایسی لذتوں میں مگن رہے جو آپ کو طبعاً اچھی دکھائی دیتی ہیں اور خدا کی محبت کا یا نیکی کا ذوق نہیں پیدا ہوا۔ جب یہ ذوق ٹھیک نہیں ہو گا تو محبت زرعی رہے گی۔ رکھ رکھاؤ کی حد تک رہتی ہے طبعی قوت کے طور پر دل سے پھوٹتا نہیں ہے۔ اور اس کے بغیر آپ کی اصلاح ممکن نہیں اور غیبت کا مسئلہ جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اتنا آسان نہیں جتنا لوگ سمجھتے ہیں۔ جب تک آپ کا ذوق درست نہیں ہوتا اور خدا کی وہ محبت دل میں پیدا نہیں ہوتی اور وہ نظر آپ کو عطا نہیں ہوتی جس نظر سے خدا اپنے بندوں کو دیکھتا ہے اس وقت تک آپ کو پتہ ہی نہیں لگے گا کہ آپ غیبت کرتے ہیں تو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہیں اور اس سے کراہت کا نہ ہونا آپ کے بگڑے ہوئے ذوق کی نشانی ہے۔

پس اتنی کھلی کھلی ایک نشانی ہمارے ہاتھ میں تھما دی گئی ہے کہ اس کسوٹی پہ اپنی اندرونی حالتوں کا جائزہ لینا ایک فرضی بات نہیں رہی بلکہ ایک یقینی حقیقت بن چکا ہے۔ پس جس جس حد تک ہم اس کسوٹی کے ظاہر کردہ نتیجے کی رو سے ناکام ہو رہے ہیں اس حد تک ہمیں اپنی فکر کرنی چاہئے۔ یہ کسوٹی گویا کہ جھوٹ نہیں بولتی۔ پس اپنے ذوق درست کریں تو پھر آپ کو خدا سے محبت ہو گی۔ اپنے ذوق درست کریں پھر آپ کو رسول سے محبت ہو گی۔ اپنے ذوق درست کریں تب گناہوں سے دوری ہو سکتی ہے اور نیکیوں سے پیار ہو سکتا ہے ورنہ نہیں ہو سکتا۔

> **بعض دفعہ غیبت کی بجائے مجلس کی امانت کا حق نہ رکھا جائے تو وہ بھی غیبت بن جاتی ہے**

پس غیبت کے حوالے سے میں اگلا آپ سے تقاضا یہ کرتا ہوں کہ اپنے دل کا یہ جائزہ لیں کہ آپ کو غیبت میں کتنا مزہ آرہا ہے۔ اگر ایک دم یہ نہیں چھٹتی منہ سے تو رفتہ رفتہ آپ جائزہ لیں تو آپ کے دل میں اس کا شوق ذوق کم ہوتا چلا جا رہا ہے کہ نہیں۔ اگر کم ہو رہا ہے تو شکر ہے آپ بچ رہے ہیں۔ آپ روبصحت ہیں۔ اگر زور لگا کر نصیحت سن کر آپ کہتے ہیں اب میں نے غیبت نہیں کرنی اور پھر کرتے ہیں اور مزہ اتنا ہی ہے تو اس کا مطلب ہے آپ کی اصلاح کوئی نہیں ہوئی۔ زبردستی تعلق کاٹنے کی کوشش کی گئی ہے۔ اور جو طبعی رجحانات ہیں ان کے رستے زبردستی بند نہیں ہوا کرتے کچھ دیر تک ہو نگے پھر وہ کھل جاتے ہیں اور پہلے سے بڑھ کر بعض دفعہ وہ بدیوں کا سیلاب پھوٹ پڑتا ہے اس لئے غیبت کے معاملے کو اہمیت دیں اور اس گہرائی سے دیکھیں جس طرح میں نے آپ کے سامنے اس کو کھول کر بیان کرنے کی کوشش کی ہے اور یقین کریں کہ اگر ہم بحیثیت جماعت غیبت سے مبرا ہو جائیں تو ہمارا نظام بھی محفوظ ہو جائے گا۔ ہمارے معاشرتی تعلقات بھی محفوظ ہو جائیں گے۔ ہمارے اندر جتنی رخنہ پیدا کرنے والی باتیں ہیں وہ اگر سب دور نہیں ہوتیں تو ان میں غیر معمولی کمی پیدا ہو جائے گی۔ اور وہ بد نتائج جو روزانہ شادیوں کی ناکامی کی صورت میں ہمیں دکھائی دیتے ہیں ان پر بھی غیر معمولی مثبت اثر ظاہر ہو گا۔

اب آپ گھروں کا تصور کریں۔ ہر گھر میں میں جا تو نہیں سکتا میری سوچ جا سکتی ہے اور میں سمجھ لیتا ہوں کس مزاج کے لوگ کیسی باتیں کرتے ہوں گے۔ کہیں بھابی کے خلاف نندیں اکٹھی ہوئی ہیں اور الگ مجلس لگی ہے ساس کے ساتھ اور اس میں بھائی کو بھی اگر وہ بے غیرت ہو اور اپنی بیوی کے حقوق ادا کرنے نہ جانتا ہو اس کو بھی شامل کر لیا جاتا ہے اور خوب اس پہ مذاق اڑائے جاتے ہیں۔ یہ بھونڈی اس نے وہاں حرکت کی اس نے وہاں وہ حرکت کی اور سمجھتے ہیں کہ اب اس کو سمجھ آئے گی کہ ہم کون ہیں اور یہ کون ہے۔ اب یہ سارا ظلم ہی ظلم ہے، فساد ہی فساد ہے اور غیبت بھی ہے اور اس میں اور بھی کئی قسم کے بہیمانہ مظالم شامل ہو جاتے ہیں۔ اگر کسی بہو بے چاری سے غلطی ہو بھی گئی اور تمہیں اس سے وہ سچی ہمدردی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تعلق کے نتیجے میں ہونی چاہئے تو تم اس کا آئینہ بنو گے۔ علیحدگی میں پیار سے اسے سمجھاؤ گے اور اس کی تکلیف خود محسوس کرو گے۔ ہنسی اور تکلیف اکٹھے نہیں ہوا کرتے۔ اگر شرمندگی ہے تو بعض دفعہ غصے میں تبدیل ہو جاتی ہے مگر ہانسوں کے چسکے میں تبدیل نہیں ہوا کرتی۔ یہ تو یوں معلوم ہوتا ہے جیسے تلاش تھی کہ اس سے کوئی غلطی ہو پھر ہم اکٹھا کریں اور پھر ہم اس پر ہنسیں اور اس کا مذاق اڑائیں اور اس کے خاوند کو ذلیل کریں اور وہ پھر غصے میں آ کر اس کے بال نوچے اس پر زیادتی کرے تو پھر ہمارے دل کو ٹھنڈ پڑے۔ سفر کا آغاز ہی نفرتوں سے ہے۔ سفر کا آغاز ہی مکروہ اور ذلیل سفر کا آغاز ہے ایک بہیمانہ حملے کی نیت سے سارا سفر شروع ہوا اور ساری کارروائیاں ہوئیں اور پھر یہ سمجھتے ہیں ہم جیت گئے۔ ہم نے اس ایک لڑکی کو مغلوب کر دیا اور اس کے خاوند کو اپنے لئے چھین لیا۔ حالانکہ سارا نہایت بھیانک مکروہ گناہ ہے۔ اگر محبت ہو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہٖ وسلم سے تو یہ آواز کانوں میں گونجے کہ "المسلم مراۃ المسلم" کہ مسلمان دوسرے مسلمان کا آئینہ ہے۔

> **جب تک آپ کا ذوق درست نہیں ہوتا اور خدا کی وہ محبت دل میں پیدا نہیں ہوتی اور وہ نظر آپ کو عطا نہیں ہوتی جس نظر سے خدا اپنے بندوں کو دیکھتا ہے اس وقت تک آپ کو پتہ ہی نہیں لگے گا کہ آپ غیبت کرتے ہیں تو اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھا رہے ہیں۔ اور اس سے کراہت کا نہ ہونا آپ کے بگڑے ہوئے ذوق کی نشانی ہے۔**

تو میں نے پہلے بھی بتایا آئینہ تو غور نہیں ڈالتا آئینہ تو جس کی بدصورتی دیکھے دوسرے آدمی کو یہ نہیں کہتا کہ یہ کتنا بدصورت شخص تھا جو مجھے دیکھ کے گیا ہے۔ میرے اندر اپنا منہ دیکھ کے گیا ہے۔ مگر جب بھی کوئی آئینہ دیکھے اس کو ضرور بتاتا ہے مگر ادب اور خاموشی کے ساتھ یہاں تک کہ آئینے پر غصہ نہیں آتا۔ تو بہت سی اس کی پرحکمت باتیں ہیں جن کے متعلق میں ایک دفعہ ایک خطبے میں بیان کر چکا ہوں۔ ان کی طرف اشارہ کرتا ہوں انہیں دہراؤں گا نہیں کہ اگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سے سچی محبت ہو تو یہ آواز کانوں میں گونجے گی اور آپ آئینہ بننے کی کوشش کریں گے اور اس بے چاری کو علیحدگی میں سمجھائیں گے کہ تم نے وہ بات کی تھی اس پر ہمیں بھی شرمندگی ہوئی اور تمہارا مقام بھی دنیا کی نظر میں گرا ہے تو یہ مناسب نہیں تھا۔ تو اگر سچی ہمدردی کے ساتھ، سچے دل کی ہمدردی سے بات کی جائے تو فائدہ ہوتا ہے اور معاشرہ سنورتا ہے لیکن ضروری نہیں کہ ہمیشہ رخ بھابیوں کی طرف ہی ہو اور بہوؤں کی طرف ہو۔ بعض بہوؤں کا رخ خاوند کی بہنوں اور اس کی ماں کی طرف بھی رہتا ہے۔ وہ جرم جو ان کے خلاف ہوتے ہیں بعض دفعہ وہ دوسروں کے خلاف بھی کرتی ہیں اور ان کو شوق ہوتا ہے کہ اپنے خاوند کو سب سے کاٹ کر الگ کر دیں اور پھر ان کو چین ملتا ہے جب وہ اپنے ماں باپ سے تعلق توڑ لے اپنی بہنوں بھائیوں سے تعلق توڑ لے اور اس کے ماں باپ اور اس کے بہن بھائیوں کا ہو کر رہ جائے۔ اور یہ ایک ایسا واقعہ نہیں جو کبھی کبھی ہوتا ہو یہ روزمرہ دیکھنے میں آتا ہے۔ حالانکہ قرآن کریم نے جب شادی کا مضمون بیان فرمایا تو اس طرح بیان فرمایا کہ دونوں کے ماں باپ ایک ہو چکے ہیں۔ رحموں کے تعلق کا ذکر فرمایا جو دونوں طرف برابر ہے۔

پس اس پہلو سے ہمیں معاشرے کی اصلاح کی کوشش کرنی چاہیے اور یہاں بھی غیبت بہت بد اثر دکھاتی ہے خواہ بہو کی غیبت اس کی نندیں اور اس کی ساس کر رہی ہوں یا خاوند سے ان کی غیبت ہو رہی ہو اور بار بار یہ ظاہر کرنے کی کوشش کی جائے کہ میں تو مظلوم ہوں یہ مجھ سے اس طرح سلوک کرتے ہیں، اس طرح مجھ پر ہنستے ہیں اور یہ مجھ سے حرکت کی گئی ہے اور علیحدگی میں اس رنگ میں کریں کہ جس کی اصلاح کرنی چاہیے اس کو تو پتہ ہی نہیں اور جس کی شکایت کی جا رہی ہے۔ اسکے دل میں نفرت پیدا ہو رہی ہے اور اشتعال پیدا ہو رہا ہے تو یہ پھر کوئی مبارک کوشش نہیں ہے اس سے تو معاشرہ برباد ہو جاتا ہے۔

تو اسی مضمون کو یعنی غیبت سے بچنے کے مضمون کو اگر اللہ اور اس کے رسول سے تعلق کے حوالے سے دیکھیں تو یہ کام آسان ہو جائے گا۔ بعض دفعہ یہ دونوں قسم کے لوگ دینی لحاظ سے اتنے گئے گزرے نہیں ہوتے یعنی ان کے ہاں ایسی کمپارٹمنٹس (COMPARTMENTS) بن جاتی ہیں کہ بیماری ایک طرف چار دیواری میں بند پڑی ہے اور باقی چار دیواری صحت مند ہے۔ بعض دفعہ CONFINE ہو جاتی ہے بیماری کسی ایک عضو میں۔ تو یہ مطلب نہیں کہ سارا جسم ہی یقیناً کلیۃً گندا اور صحت سے عاری ہو چکا ہے ایسے لوگوں میں نیکی بھی پائی جاتی ہے عبادتیں بھی پائی جاتی ہیں، دعاؤں کے خط بھی لکھتے ہیں اللہ سے ہمیں محبت پیدا ہو، رسول سے محبت پیدا ہو، دین کی خاطر زیادہ قربانیاں کرنے والے ہوں۔ اور بعض بیویاں اپنے خاوندوں کے متعلق بھی لکھتی ہیں کہ یہ برائی تو ہے لیکن ویسے بڑا نیک ہے۔ نمازی ہے، دیندار ہے، نظام جماعت کا بڑا احترام کرتا ہے تو آپ اس کو کہیں گے تو مان جائے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہر بیماری ضروری نہیں کہ سارے نظام جسم پر قبضہ کر چکی ہو بعض حصوں میں رہتی ہے بعض میں نہیں رہتی۔ ان کے لئے صحت کا زیادہ امکان ہے جن کا کینسر بعض چھوٹے اعضاء تک محدود ہے اس کے بیج باقی جسم پر پھیلتے نہیں ہیں اور باقی جسم کو اگر بیدار کیا جائے تو وہ اس کا مقابلہ کر سکتا ہے تو اللہ اور رسول کی محبت جسم کے دوسرے گوشوں میں پائی جاتی ہے تو جو بیمار حصہ ہے اس کے حوالے سے ٹھیک ہو سکتا ہے۔ آپ سوچیں کبھی جو حرکتیں کر چکے ہیں یا کرنے کو دل چاہتا ہے کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اس کو پسند فرماتے۔ کیا آپ کے نزدیک حضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے خدا کا مزاج سمجھا اور اس کے مطابق اپنے آپ کو ڈھالا اللہ اس بات کو پسند فرماتا ہے اگر نہیں تو پھر یہ دعائیں کرتے ہو خدا کی محبت کی وہ کس کھاتے میں جائیں گی۔

باتیں وہ جن کے متعلق غور کرنے کے بعد پتہ چلا کہ خدا کو بھی ان سے نفرت ہے، خدا کے رسول کو بھی نفرت ہے اور دعائیں یہ کرو اے اللہ اپنی محبت عطا کر جس سے تو محبت کرتا ہے۔ اس کی محبت عطا کر جو تجھ سے محبت کرتا ہے۔ اس کی محبت عطا کر جو باتیں تیری محبت دل میں پیدا کرتی ہیں ان کی محبت عطا کر اپنی محبت کو اتنا بڑھا دے کہ جیسے پیاسے کو پانی کی محبت ہو جاتی ہے۔ یہ دعائیں ہیں اور وہ حرکتیں لاشعوری طور پر بغیر سوچے سمجھے بھی بعض دفعہ جاری رہتی ہیں جو خدا کی محبت کے منافی ہیں اس کو قطع کرنے والی ہیں۔ اب جو میں کہتا ہوں قطع کرنے والی ہیں تو بعینہ یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمائی ہے جو تم قطع رحمی کرو گے تو اللہ سے قطع تعلق کر لو گے۔ تو یہ ساری قطع رحمی کی مثالیں میں آپ کے سامنے رکھ رہا ہوں خواہ بہو خاوند کے تعلق سے باقیوں سے قطع رحمی کا معاملہ کرے، قطع رحمی پیدا کرنے کی کوشش کرے یا دوسرے رشتہ دار بہو کے تعلق میں قطع رحمی کا معاملہ کر رہے ہوں دونوں صورتوں میں باقی نیکیاں اپنی جگہ پڑی رہ جائیں گی اور اللہ کی اور اللہ کے رسول کی بات ضرور صادق آئے گی کہ ایسے لوگوں سے پھر اللہ اپنی رحمت کا تعلق کاٹ لیتا ہے۔ ان گھروں میں فساد پیدا ہوتے ہیں۔ بد معاشرہ جنم لیتا ہے۔ بچے بدتمیز پیدا ہوتے ہیں۔ بداخلاق پیدا ہوتے ہیں۔ ان کی بیٹیاں آگے پھر اسی قسم کے دکھ دوسروں کے گھروں میں اٹھاتی ہیں۔ فسادات کا ایک دروازہ کھل جاتا ہے بلکہ ٹوٹ جاتا ہے اس سیلاب کے نتیجہ میں جو سیلاب گھروں میں پیدا ہوتا ہے اور پھر یہ گلیوں میں سیلاب بہنے لگ جاتا ہے۔ تو معاشرے کی اصلاح محض چند نصیحتوں سے نہیں ہو سکتی معاشرے کی اصلاح کے ہم ذمہ دار بنائے گئے ہیں اور ان امراض کو سمجھنا ہوگا ان کی کنہ سے واقفیت حاصل کرنی پڑے گی۔ صحیح تشخیص نہیں کر سکتے تو کیسے ہم بیماریوں کا علاج کر سکیں گے۔

اس لئے اس حوالے سے میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ محض یہ کہہ دینا جی غیبت نہیں کرنی، غیبت نہیں کرنی اور یہ تقریر کر کے انسان الگ ہو جائے ہرگز کافی نہیں ہے۔ ایسا سمجھا دیں اور آگے گھروں میں ایسی باتیں کریں کہ دلوں کی تہہ تک غیبت کی حقیقت ایسے اترے کہ جو دلوں کو مغلوب نہ کرے بلکہ وہ دل اس کو مغلوب کریں یعنی ایسی لاتعلقی اس سے پیدا کریں کہ اس کے اندر اثر کرنے کا کوئی بھی مادہ باقی نہ رہے۔ ایسی صورت میں بھی بعض چیزیں اترتی ہیں۔ خون میں رہتی ہیں لیکن بے اثر ہو جاتی ہیں۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے شیطان کے حوالے سے فرمایا کہ ہر انسان کے خون میں دوڑ رہا ہے۔ کسی نے کہا یا رسول اللہ آپ کے خون میں بھی۔ آپ نے فرمایا ہاں مگر مسلمان ہو گیا ہے۔ تو اندر جو فطرت میں احتمال موجود ہے اس کو جڑوں کی طرح اکھیڑ کر باہر نہیں پھینکا جا سکتا مگر اس کی ایسی اصلاح ممکن ہے کہ اس کا مزاج بدل جائے۔ پس بدی کی آواز اگر ہمیشہ کے لئے خاموش کر دی جائے اور وہ آواز اٹھنا بند ہو جائے تو ایک گونگی بدی خون کے اندر رہے گی۔ ایک اندھی بدی خون کے اندر رہے گی وہ کوئی بھی بد اثر اپنا ظاہر نہیں کر سکتی۔ یعنی چاروں طرف سے اس کو دیواریں چن کر جس طرح زندہ دفنا دیا جاتا ہے اس طرح وہ دیواروں میں چن دی جائے گی۔ پس غیبت کو بھی اس طرح اپنے دل میں اتاریں کہ آپ کے دل پہ اثر انداز نہ ہو بلکہ آپ اس پر ایسا قابو پائیں کہ دیوار میں چن دیں پھر کبھی آپ کو کوئی نقصان نہ پہنچا سکے۔ اور روزمرہ کی زندگی میں جب بھی آپ کہیں ایسی بات کر رہے ہوں تو اپنے دل میں ٹٹولیں کہ کیوں کر رہا تھا یا کیوں کر رہی تھی اور مزہ آیا تھا کہ نہیں۔ مزہ آیا تھا تو کیوں آیا تھا اگر آیا تھا تو ابھی تک آپ بھائی کا گوشت کھانا چھوڑ نہیں سکے نہ چھوڑ سکتے ہیں کیونکہ آپ کا ذوق ہی نہیں ٹھیک ہوا۔

اگر ہم بحیثیت جماعت غیبت سے مبرا ہو جائیں تو ہمارا نظام بھی محفوظ ہو جائے گا۔ ہمارے معاشرتی تعلقات بھی محفوظ ہو جائیں گے

پس اس کو تو میں سمجھتا ہوں جہاد کی صورت میں لینا چاہئے سامنے۔ غیبت کا قلع قمع جماعت میں اگر ہو جائے تو بہت عظیم کامیابی ہوگی۔ میں جب امریکہ دورے پر گیا۔ اب دیکھیں کتنا ایڈوانس (ADVANCE) ملک ہے۔ دنیا کے لحاظ سے اتنا ترقی یافتہ لیکن وہاں میں حیران رہ گیا دیکھ کر کہ بعض جماعتوں میں خوب غیبت چل رہی ہے۔ ایسی کراہت پیدا ہوتی تھی سن کر کہ میں حیران ہوتا تھا کہ ان مخلصین کو ہو کیا گیا ہے۔ بعض جماعتوں میں مرد بھی غیبت کر رہے ہیں عورتیں بھی غیبت کر رہی ہیں یوں لگتا ہے کہ گوشت خوروں کی ایسی جماعت ہے جسے صحت مند حلال گوشت میں مزہ نہیں ملتا جتنا مردہ گوشت میں ملتا ہے اور وہ بھی انسانی مردہ گوشت مل جائے تو اور کیا چاہئے۔ کیونکہ کہتے ہیں شیر کو جس کو انسان کا خون منہ کو لگ جائے اسے کوئی اور جانور پسند ہی نہیں رہتا تو اس پہلو سے بھی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی مثال بہت گہرائی رکھتی ہے۔ انسانی گوشت میں مزہ ہی بڑا ہے۔ انسان کی غیبت میں جو مزہ ہے نا جن کا ذوق بگڑا ہو اس ذوق کو بدلنا، وہ مزہ ان کے منہ سے چھیننا بڑا مشکل کام ہے تو وہاں یہ ہے۔ اب میں امریکہ کی بدنامی کے طور پر نہیں کر رہا میں جانتا ہوں پاکستان میں بھی بہت سی جماعتوں میں ایسی باتیں پائی جاتی ہیں۔ جرمنی میں بھی پائی جاتی ہیں۔ انگلستان میں بھی پائی جاتی ہیں۔ مگر میں نے مثال دی تھی ایک تازہ سفر کی یادداشت کے طور پر اور وہ لوگ جو جانتے ہیں کہ میں کن کی باتیں کر رہا ہوں ان کو استغفار کرنا چاہئے اور اپنے دائرے میں یہ جہاد شروع کرنا چاہئے کہ غیبت نہیں کرنی۔

بعض دفعہ غیبت کی بجائے مجلس کی امانت کا حق نہ رکھا جائے تو وہ بھی غیبت بن جاتی ہے۔ ہم جب آپس میں ملتے ہیں ایک دوسرے کے ساتھ باتیں کرتے ہیں تو بعض دفعہ ایک شخص غیبت کی نیت سے نہیں بلکہ بعض حوالوں کی وجہ سے ایک شخص کا ذکر کر دیتا ہے جسے سب جانتے ہیں اس کی کوئی چھپی ہوئی بدی بیان نہیں کی جاتی جس کا ان کو علم نہ ہو بلکہ کسی گفتگو کے حوالے سے از خود یہ بات جاری ہو جاتی ہے۔ اگر کوئی شخص اس بات کو اٹھائے اور باہر بیان کر دے تو یہ امانت میں خیانت ہے کیونکہ مجالس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امانتیں ہیں اور ان کی بات بغیر اجازت کے بغیر حق کے ظاہر کرنا ایک گناہ ہے۔ اور یہ بھی ایک ایسی چیز ہے جس کے متعلق بہت احتیاط کی ضرورت ہے۔ لیکن میں اصول بتا دیتا ہوں کہ کہاں امانت ہے اور کہاں ایک عوامی حق ہے کہ آپ یہ باتیں آگے پہنچائیں۔ جہاں ایک ایسی نصیحت ہے جس کا بنی نوع انسان کی بہتری سے تعلق ہے، بھلائی سے تعلق ہے۔ ایسی بات ہے جس کو سن کر ایمان تازہ ہوتا ہے تو یہ وہ امانت نہیں ہے جسے آپ پوچھے بغیر آگے بیان نہیں کر سکتے۔ اس کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شاہد ہے وہ غائب کو باتیں بیان کرے کیونکہ اچھی باتیں ہیں اور ان کے نتیجے میں خیر پھیلتی ہے مگر اگر اس مجلس میں کسی ایک شخص کا ذکر آیا ہے اور اس کو اگر دوسروں میں بیان کیا جائے تو اس شخص کے خلاف دلوں میں نفرت پھیلے گی تو اس کو دوسروں میں بیان کرنا جائز نہیں، اس تک بات پہنچانا بھی ناجائز۔ اور اگر کسی مقصد، مجبوری سے بات کرنی ہو تو لازم ہے کہ اس سے اجازت لی جائے جس نے ایک مجلس میں یہ بات کی تھی۔ اگر ہم پوری طرح اس اصول پر کاربند ہو جائیں تو غیبت کے سارے رستے بند ہو جاتے ہیں۔ مگر بعض لوگ اتنے بے احتیاط ہو سکتے ہیں کہ مجھ سے ملاقات میں جو امانت کے تقاضے ہیں وہ بھی پورے نہیں کرتے بلکہ ان میں بگاڑ پیدا کر دیتے ہیں۔

کئی لوگ جن کے جھگڑے ہیں خاوندوں کے بیویوں سے، بیویوں کے خاوندوں سے، خاندانوں کے آپس میں۔ وہ ملاقات کے وقت یہ بات چھیڑتے ہیں ان کو بار بار سمجھانے کی کوشش کرتا ہوں کہ یہ ذاتی ملاقات کا وقت آپس میں محبت اور پیار کی کھلی کھلی باتیں کرنے کا وقت ہے۔ یہ جھگڑوں کا وقت نہیں ہے اس کے لئے الگ نظام مقرر ہے لیکن وہ باز ہی نہیں آتے۔ زبردستی اپنے دل کا غیظ ابال کر میرے دل میں داخل کرنے کی کوشش کرتے ہیں کئی دفعہ میں نے دیکھا میں ان کو آخر کہتا ہوں کہ دیکھو جو تم نقشے کھینچ رہے ہو اگر یہ درست ہیں تو تم نے بڑی جہالت کی ہے جو وہاں جا کر گرے ہو۔ تم کہتے ہو اتنا ذلیل خاندان ہے۔ ایسا گیا گزرا ہے کہ جو باتیں تم بیان کر رہے ہو وہ تو اتنی کمینی ہیں کہ پھر تم نے اپنی بیٹی کو پھینکا کیوں وہاں۔ یا اپنے بیٹے کو اس گھر کے سپرد کیوں کیا۔ یہ ایک الزامی جواب ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ اسے لے کر چلتے ہیں اور کہتے ہیں لو جی حضرت خلیفۃ المسیح نے فرما دیا ہے کہ بڑا کمینہ خاندان ہے، بڑے ذلیل لوگ ہیں۔ ان میں تم جا کر گرے کہاں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ پہلے وہ زبردستی مجھ پر ایک بات ٹھونستے ہیں پھر اس کا منطقی نتیجہ نکال کر ان کے غلط انداز کو دکھانے کی خاطر یہ ایک تمثیلاً بات کرتا ہوں تو آگے پہنچا دیتے ہیں۔ اب یہ بتائیں یہ امانت کہاں رہی اور وہ جو خلیفہ وقت سے تعلق کے تقاضے ہیں ان کو کیسے ٹھوکر ماری گئی ہے یہاں۔ اور جو بے تکلفی سے پیار کے خاندانی ماحول میں ان سے باتیں ہو رہی ہیں ان کو سمجھایا جا رہا ہے۔ نہیں سمجھتے تو انہی کی منطق کو اٹھا کر ان کے سامنے کھڑا کیا جا رہا ہے اس کو غلط رنگ دے کر اگر جماعت میں پھیلا دیں تو کتنے بد نتائج اس کے پیدا ہوں گے۔ بعض لوگ ان حوالوں کو لے کر قضاء تک جا پہنچتے ہیں۔ چنانچہ مجھے ایک دفعہ صدر مجلس قضاء کا خط آیا کہ حضور کے حوالے سے یہ بات کہی جا رہی ہے۔ ثابت ہوتا ہے کہ فلاں شخص اپنے جھگڑے میں لازماً غلط ہے۔ میں نے کہا جس نے کہا ہے وہ لازماً غلط ہے کیونکہ ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ہے اور قضاء کے اصول کے تابع میں ہرگز کوئی فیصلہ قضا کے معاملے میں دے سکتا ہوں نہ دیتا ہوں کبھی۔ جس نے منزل بہ منزل ترقی کر کے آخر میرے سامنے اپیل کے طور پر پہنچنا ہے۔ جب میں آخری قاضی ہوں تو پہلی منزل پر اور پھر یک طرفہ فیصلہ دے کیسے سکتا ہوں میں نے کہا آپ کو اتنی سی بھی سمجھ نہیں کہ یہ ناممکن ہے آپ کو رد کر دینا چاہئے اور اصول بنا لیں اور سب ججوں کو ہدایت کر دیں کہ اگر میرا حوالہ دیا گیا قضائی معاملے میں تو یا وہ جھوٹ بول رہا ہے یا وہ سمجھا نہیں ہے۔ اور خواہ وہ سمجھا نہ ہو خواہ جھوٹ بول رہا ہو ہر دو صورت میں ایسی باتوں کو قضا میں ایک دلیل کے طور پر پیش نہیں کیا جا سکتا۔ پس یہ دیکھیں جہاں امانتوں میں خیانتیں ہوتی ہوں، جہاں غیبتوں پر جرأتیں ہوتی ہیں تو بات کہاں سے کہاں پہنچ جاتی ہے۔

پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت باریک نظر سے ان باتوں کو سمجھے گی اور آئندہ اپنے کردار کی حفاظت کرے گی کیونکہ ہم سب دنیا پر شہید بنائے گئے ہیں۔ تمام دنیا کے کردار کی ہم نے حفاظت کرنی ہے اسے اعلیٰ قدروں تک پہنچانا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

(بشکریہ ہفت روزہ الفضل انٹرنیشنل لنڈن ۵ر جنوری ۱۹۹۵ء)

دعا کی درخواست

جماعت احمدیہ میرٹھ کے ایک نہایت مخلص پرجوش احمدی نوجوان مکرم نعیم احمد صاحب کا دشمنوں نے ان دنوں محض احمدیت کی مخالفت کی وجہ سے تمام حدود پھلانگ کر عرصہ حیات تنگ کر رکھا ہے موصوف نے عرصہ ۸ سال قبل مع فیملی احمدیت قبول کی تھی۔ باوجود قتل کی دھمکیوں کے مستحکم طریق پر قائم رہتے ہوئے تبلیغ حق کرتے ہیں ہر شر سے محفوظ رہنے کیلئے دعا کی درخواست ہے۔ (سید قیام الدین برق مبلغ سلسلہ)

ایک جائزہ

مولانا اسماعیل سونگھڑوی (کٹکی) کی بہار میں آمد رحمت یا لعنت

تقریر مکرم ایم۔ اے۔ باقی صاحب برہ پورہ بھاگلپور برموقعہ سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ بھارت

جماعت احمدیہ برہ پورہ (بھاگلپور بہار) کی تبلیغی مساعی اور اس کی ترقیات کی تاب نہ لاکر برہ پورہ مسلم اسوسی ایشن بھاگلپور اور مجلس تحفظ ختم نبوت بھاگلپور کی طرف سے نام نہاد رابطہ عالم اسلامی کے علماء کے غیر شرعی فیصلوں کی روشنی میں ۱۵۔۱۶۔۱۷ اکتوبر ۱۹۹۳ء کو سپہ سالار اعظم اور احمدیت کے کٹر مخالف "امیر شریعت" اڑیسہ مولانا اسماعیل سونگھڑوی (کٹکی) اور ان کے ہم نوا علماء کی سرپرستی اور رہنمائی میں "بھاگلپور اور اس کے اطراف و جوانب سے احمدیت کی مکمل بیخ کنی کرنے" کی غرض سے ایک تحفظ ختم نبوت کانفرنس برہ پورہ (بھاگلپور) کی عیدگاہ میں منعقد کی گئی جس کا افتتاح مولانا اسماعیل صاحب سونگھڑوی کے ذریعہ مشہور روز نامہ اخبار "ہندوستان" مورخہ ۲۷-۱۰-۹۳ کے مطابق "احمدیہ جماعت کے بانی مرزا غلام احمد مردہ باد کے نعروں کے ساتھ تشدد آمیز ماحول میں کیا گیا۔"

تینوں دن اس کانفرنس میں مولانا اسماعیل صاحب کٹکی کی لیڈری اور سرپرستی میں اُن کے ہمنوا علماء اور ان کے ذریعہ حضرت مسیح موعودؑ اور احمدیت کے خلاف بے بنیاد الزامات لگائے گئے، فحش کلامی کی گئی، گند اچھالے گئے اور مقامی احمدیوں کے خلاف غیر اسلامی فتوے صادر کئے گئے۔ غیر اسلامی نعرے لگائے گئے، شرپسندوں کو اُکسایا گیا اور اسلامی تاریخ کو دہراتے ہوئے کفار مکہ کی اتباع میں مقامی احمدیوں کے خلاف مکمل سوشل بائیکاٹ کا فتویٰ جاری کیا گیا اور طرح طرح کی ذہنی و جسمانی اذیتیں پہنچائی گئیں۔

دوران کانفرنس مولانا اسماعیل کٹکی اور ان کے ہمنوا علماء کی شہ پر بھارت کے SECULAR آئین کے خلاف پاکستان کے حق میں احمدیوں پر ہندوستان میں بھی غیر اسلامی اور غیر انسانی مظالم ڈھانے، مساجد گرانے اور سوشل بائیکاٹ کرنے اور احمدیوں کا جینا دوبھر کرنے کی غرض سے غیر احمدیوں کو اُکساتے ہوئے "پاکستان زندہ باد" کے بغاوت آمیز نعرے لگائے گئے اور احمدیت کی "مکمل بیخ کنی کرنے" کے سارے راستے اور حربے اختیار کرنے کے لئے شرپسندوں کو اُکسایا گیا۔

اس کانفرنس کا روحانی اثر یہ ہوا کہ کانفرنس کے کئی مہینوں بعد تک وہاں سے احمدیت کو مٹانے کے لئے متعدد بار برہ پورہ کے زیر تبلیغ دوستوں اور احمدیوں کو شرپسندوں کے ذریعہ ریوالور دکھا کر دھمکیاں دی جاتی رہیں۔ موٹر سائیکل سے نو احمدی کے لڑکے پر جان لیوا حملہ کرنے کی کوشش کی گئی، احمدیوں کے گھروں اور مسجد پر دن رات پتھراؤ کئے جاتے رہے، شرپسندوں کی رہنمائی میں غیر احمدی نوجوانوں کے محلہ کی گلیوں میں جلوس نکالے جاتے رہے اور مسیح موعودؑ اور احمدیوں کے خلاف گندی گندی گالیاں دی جاتی رہیں، احمدی عورتوں اور بچوں کا گھروں سے نکلنا مشکل کر دیا گیا، احمدیہ مسجد پر بم مار کر گرا دینے کی دھمکیاں دی جاتی رہیں اور سازشیں کی جاتی رہیں، ذاتی تو ذاتی سرکاری پانی کے نلکوں اور غلہ کی دکانوں سے پانی اور ضروری سامانوں کے لینے پر بندشیں لگائی گئیں حتیٰ کہ ۶-۷ نومبر ۱۹۹۳ء کی رات شرپسندوں نے ان علماء و عہدیداران برہ پورہ مسلم اسوسی ایشن اور ممبران مجلس تحفظ ختم نبوت کی شہ پر احمدیہ مسجد برہ پورہ پر بم مار کر نقصان پہنچایا اور ہر طرح اسلام کی ایک بہت بڑی خدمت بجالانے کا ڈنکا پیٹا جاتا رہا۔ لیکن اس کے برعکس مقامی احمدی اپنے آقا و مطاع رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپؐ کے صحابہؓ کے نمونہ پر ثبات قدم دکھاتے رہے اور تمام غیر اسلامی اور غیر انسانی مظالم برداشت کرتے رہے اور صبر اور دعا سے کام لیتے رہے اور اپنے پیارے آقا اور امام سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اور بزرگان قادیان دارالامان کی خدمت میں خصوصی دعاؤں کی درخواست کرتے رہے جس کی قبولیت دعا کے متعدد ایمان افروز نشانات ظہور میں آئے۔

خلاصہ کلام یہ کہ برہ پورہ بھاگلپور میں ایک طرف احمدیت کے مخالف و غیر احمدیوں کے "سپہ سالار اعظم" مولانا اسماعیل سونگھڑوی اور اُن کے ہمنوا علماء کی سرپرستی اور رہنمائی میں وہاں احمدیت کی "مکمل بیخ کنی کئے جانے" یعنی جڑ سے اکھاڑ پھینکنے کی ایک تدبیر اور سازش و فریب کی جا رہی تھی اور دوسری طرف خدا تعالیٰ جو سب سے بہتر تدبیر کرنے والا ہے، وہ بھی احمدیت کی ترقیات اور اس ناچیز کی عزت افزائی کی تدابیر کر رہا تھا جس کے نتیجے میں وہاں متعدد ایمان افروز اور دلچسپ نشانات احمدیت کے حق میں رونما ہوئے جن میں سے چند نشانات کی تفصیل کا میں اس اجتماع میں ذکر کرنا ضروری سمجھتا ہوں جو احباب جماعت کی تقویت ایمان کا موجب ہو۔

۱۔ جلسہ تحفظ ختم نبوت کے پہلے ہی دن عہدیداران برہ پورہ مسلم اسوسی ایشن مولانا اسماعیل کٹکی اور اُن کے چند ہمنوا علماء اور بعض شرپسندوں کے ساتھ خاکسار کے زیر تبلیغ چچیرے بھائی عزیزم سید آفتاب احمد کے پاس آپ سے احمدیت قبول کرنے سے روکنے کی غرض سے گئے۔ عزیزم سید آفتاب احمد نے جب مولانا اسماعیل سونگھڑوی اور ان کے ہمنوا علماء کے سامنے بانیٔ دیوبند حضرت مولانا قاسم صاحب نانوتوی کی کتاب "تحذیر الناس" رکھتے ہوئے انہیں خاتم النبیین کا معنی سمجھانے کہا تو مولانا اپنے بانی دیوبند کے "خاتم النبیین" کے معنی اور زیر تبلیغ عزیزم سید آفتاب احمد کے دلائل کی تاب نہ لاکر بڑی ناامیدی اور مایوسی کی حالت میں یہ کہہ کر واپس چلے آئے کہ —— بیٹا اب ہم تمہارا معاملہ خدا تعالیٰ کے سپرد کرتے ہیں۔ اب تمہیں کوئی نہیں سمجھا سکتا —— چنانچہ خدا تعالیٰ نے جلسے کے پہلے ہی دن جماعت کی صداقت کے حق میں زبردست نشان دکھایا اور جہاں ایک طرف احمدیت مخالف غیر احمدیوں کے "سپہ سالار اعظم" مولانا اسماعیل سونگھڑوی کو سینکڑوں غیر احمدیوں کے سامنے ایک زیر تبلیغ نوجوان کے ذریعہ لاجواب کرکے ذلیل و رسوا کیا اور اس کے گلے میں لعنت کا طوق ڈالا وہاں دوسری طرف عزیزم سید آفتاب احمد نے اُسی دن بیعت کرکے احمدیت میں شامل ہو کر حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت کا زندہ نشان اور احمدیوں کے لئے رحمت اور نعمت اور تقویت ایمان کا موجب بنے

الحمد للہ ثم الحمد للہ

۲۔ احمدیت کی صداقت کا دوسرا نشان جو اللہ تعالیٰ نے اس تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے نتیجے میں ظاہر کیا اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ اس علاقے کے نامور شرپسند جو زیر تبلیغ دوستوں کو قبول احمدیت سے دھمکیاں دیکر اور ریوالور دکھا کر روکتا ہے جس نے نو احمدی مکرم جلیل اختر صاحب کو جان سے مار دینے کی دھمکی دی تھی اور ان کے لڑکے عزیزم محمد احسان پر اسکول جاتے ہوئے موٹر سائیکل چڑھا کر جان لیوا حملہ کیا تھا جس نے اپنے دوسرے شرپسند ساتھیوں کے ساتھ احمدیوں کا وہاں جینا دوبھر کر دیا تھا اور احمدیوں کے گھروں اور احمدیہ مسجد پر پتھروں کی روزانہ بوچھاڑ کرتا رہا تھا جس نے ۶-۷ نومبر ۹۳ء

کی رات احمدیہ مسجد برہ پورہ پر رات کے بارہ بجے ایک POWER FUL بم دار کر مسجد کو نقصان پہنچایا تھا۔ جو احمدیوں کو گندی گندی گالیاں دلواتا تھا اور جس نے نشہ کی حالت میں $\frac{12}{94}$ ۔ ۲ کو بعد نماز جمعہ برہ پورہ احمدیہ مسجد کے سامنے نماز پڑھ کر نکل رہے احمدیوں اور احمدی مستورات کو گندی گندی گالیاں دی تھیں ۔ وہ شر پسندوں کا سرغنہ ۹۳-۱۲-۱۹ کی رات قریب ۸ - ۹ بجے برہ پورہ کے بغل کے گاؤں میں اپنے ہی بم سے ایسا شدید زخمی ہوا کہ اس کا وہ دایاں ہاتھ کاٹا گیا جس ہاتھ سے اس نے احمدیوں اور زیر تبلیغ دوستوں کو ریوالور دکھا کر جان مارنے کی دھمکیاں دی تھیں اور برہ پورہ احمدیہ مسجد پر بم مار کر خدا کے گھر کو نقصان پہنچایا تھا ۔ اتنا ہی نہیں وہ ایک لمبا عرصہ تک زخموں کی اذیت برداشت کرنے کے بعد ایک لمبا عرصہ قید خانہ کی بھی اذیت برداشت کرتا رہا ۔ اللہ تعالےٰ نے اسے اتنی اذیتوں کے بعد بھی زندہ اس لئے رہنے دیا تاکہ آئندہ شر پسند اور مخالفین احمدیت اُسے دیکھ کر عبرت حاصل کریں اور ہر آدمی اور اس کی آنے والی نسل کے لئے تقویت اور ترقیات ایمان کا موجب ہو۔ اس نشان کے بعد اللہ تعالےٰ کے فضل سے مکرم جلیل اختر صاحب کی اہلیہ اور بچوں نے بھی بیعت کر لی ۔

اب جہاں تک احمدیت کے کٹر مخالف اور غیر احمدیوں کے نام نہاد قاطع مرزائیت وسپہ سالار اعظم مولانا اسماعیل سونگھروی اور اُن کے ہمنوا علماء اور عہدیداران برہ پورہ مسلم اسوسی ایشن و مجلس تحفظ ختم نبوت کے اس تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے پیچھے " بھاگلپور اور اس کے اطراف اور جو اب سے احمدیت کی مکمل بیخ کنی کرنے " کے منصوبے اور دعوے کا سوال ہے۔ تو آپ کو یہ جان کر حیرت اور خوشی ہوگی کہ اللہ تعالےٰ نے ہمارے ان چوٹی کے مخالف علماء اور کانفرنس کے عہدیدار ان کے ان دعووں اور منصوبوں کو بھی حد درجہ ناکامیاب اور نامراد ہی نہیں کیا بلکہ جماعت کی ترقیات کے ساتھ ساتھ برہ پورہ احمدیہ مسجد کی توسیع کا بھی انتظام کیا جس کی تفصیل اس طرح ہے کہ

اس کانفرنس سے کے پہلے ہی دن جہاں خاکسار کے تبلیغ سے بھائی عزیزم سید آفتاب احمد صاحب کو اللہ تعالےٰ کے فضل سے بیعت کرنے کی سعادت نصیب ہوئی وہاں دسمبر ۱۹۹۳ء کے تیسرے ہفتہ میں مکرم جلیل اختر صاحب کی اہلیہ اور بچوں کو ۹۴-۲-۹ کو گیا میں حافظ قرآن مکرم عبد الفتاح صاحب اور مکرم مسلم صاحب کو ۔ عید الفطر کے دن $\frac{3}{94}$ ۔ ۱۵ کو بھاگلپور سے قریب ۲۰ کلو میٹر دور اور بھاگلپور کے اطراف گھوگھا میں مکرم ابو الحسن صاحب، اُن کی اہلیہ اور دو بچوں کو اور اُسی دن مکرم جلیل اختر صاحب کے چھوٹے بھائی برادرم نوشاد احمد کو اور پھر اس کے ایک ہفتہ کے بعد مکرم ابو الحسن صاحب کے ایک لڑکے عزیزم احمد علی کو فیملی کے ساتھ اور مزید ایک لڑکے محمد اکرم کو اور برہ پورہ سے سٹے محلہ بھیکھن پور میں مقیم دوسرے حافظ قرآن عالم فاضل و مفتی مکرم ممتاز عالم صاحب کو اور $\frac{4}{94}$ ۔ ۲ کو گیا میں مکرم جمشید عالم صاحب کو بیعت کر کے جماعت احمدیہ میں شامل ہونے کی سعادت نصیب ہوئی اور برہ پورہ احمدیہ مسجد کی مزید توسیع کا اللہ تعالےٰ کے فضل سے فیصلہ لیا گیا ۔

اس کے برعکس دوسری طرف اللہ تعالےٰ نے محض اپنے خاص فضل سے جماعت کی صداقت کے نشان کے طور پر احمدیوں کے خلاف کئے گئے تحفظ ختم نبوت کانفرنس کے بعد عید الفطر کے دن احمدیت کے مخالفین اور برہ پورہ مسلم اسوسی ایشن کے سکریٹری جمشید حسن صاحب اور صدر منظور حبیب صاحب ایڈوکیٹ جن کی سرکردگی میں تحفظ ختم نبوت کانفرنس، احمدیت کے خلاف کی گئی تھی اور اس کانفرنس سے احمدیت کی مکمل بیخ کنی کا اعلان برہ پورہ عیدگاہ کے میدان میں جس اسٹیج سے کیا گیا تھا اور جہاں پر سے ۱۵ سے ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۳ء کے دوران حضرت مسیح موعودؑ کے خلاف گندی گندی گالیاں بڑے گندے گندے احمدیت مخالف نعرے لگائے گئے تھے ، اللہ تعالےٰ کے فضل سے معجزانہ طور پر اس سکریٹری اور صدر برہ پورہ مسلم اسوسی ایشن کو حد درجہ ذلت آمیز ڈھنگ سے اسی اسٹیج کی جگہ پر غیر احمدیوں اور غیر احمدیوں کے سامنے استعفیٰ دینے کے لئے مجبور ہونا پڑا اور وہ حد درجہ ذلیل اور رسوا ہوئے اتنا ہی نہیں اس کے بعد صدر مسلم اسوسی ایشن کو محلہ کے غیر احمدیوں نے بری طرح مارا اور گالیاں دیں اور طرح طرح سے ذلیل و رسوا کیا اور کئی ایک مقدمات ایک دوسرے کے خلاف کئے گئے جو ابھی بھی چل رہے ہیں اور سکریٹری اور صدر پر گندے گندے بہت سارے الزامات لگائے گئے اور ابھی تک وہ ذلیل و رسوا ہو رہے ہیں ۔ اس کے برعکس وہاں کے اکثر غیر احمدی احباب اب اللہ تعالےٰ کے فضل سے احمدیوں سے کھل کر ملنے جلنے لگے ہیں اور برہ پورہ مسلم اسوسی ایشن کے نئے سکریٹری اور صدر احمدیوں کے خلاف سوشل بائیکاٹ کے مکمل طور پر ختم کرنے کا اعلان کر چکے ہیں اور وہ احمدیوں کو بڑی عزت کی نگاہ سے دیکھنے لگے ہیں ۔ الحمد للہ ۔ ثم الحمد للہ ———

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ اڑیسہ

مجلس خدام الاحمدیہ و اطفال الاحمدیہ صوبہ اڑیسہ کا سالانہ اجتماع دھوال ساہی میں ۲۸ - ۲۹ جنوری ۹۵ء کو منعقد ہو رہا ہے ۔ خدام الاحمدیہ اڑیسہ کے ممبران زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہوں ۔
جملہ احباب جماعت سے اجتماع کی کامیابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے

(صدر مجلس خدام الاحمدیہ بھارت)

ولادتیں

- محمد یوسف قریشی صاحب سیکرٹری نشر و اشاعت حیدرآباد کے ہاں ۷ رنومبر ۹۴ء کو دوسرا بیٹا تولد ہوا ہے ۔ جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے " محمد لقمان احمد " تجویز فرمایا ہے عزیز وقف نو کے تحت وقف ہے نومولود کی صحت و تندرستی درازی عمر اور صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے ۔
(مختلف مدات میں /۱۰۰ روپے ادا کئے گئے ہیں)

- قدیر احمد شہزاد مسقط سلطنت آف عمان کے ہاں ۱۵ ر نومبر ۹۴ء کو پہلا بیٹا تولد ہوا ہے جس کا نام حضور انور ایدہ اللہ نے " فاتح قدیر " تجویز فرمایا ہے نومولود وقف نو کے تحت وقف ہے عزیز کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادم دین بننے نیز شہزاد صاحب کے کاروبار میں برکت اور خدمت دین کی توفیق پانے کے لئے درخواست دعا ہے ۔

- محمد حبیب اللہ معلم وقف جدید مینڈر (پونچھ) کے ہاں یکم دسمبر ۹۴ء کو پہلی بیٹی پیدا ہوئی ہے نومولود کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے ۔ (اعانت /۱۲۵)

- سید منیر الدین حال مقیم جمشید پور کے ہاں ۳ دسمبر ۹۴ء کو پہلا بیٹا پیدا ہوا ہے ۔ جس کا نام حضور انور نے " صلاح الدین " تجویز فرمایا ہے عزیز وقف نو کے تحت وقف ہے نومولود کی صحت و سلامتی درازی عمر اور صالح خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے ۔ (اعانت /۱۰۰)

- ۱۸ ر دسمبر ۹۴ء کو طاہر احمد ابن محمود احمد خادم مسجد اقصیٰ قادیان کے ہاں پہلا لڑکا تولد ہوا ہے جو وقف نو کے تحت وقف ہے حضور انور نے بچے کا نام " لبید احمد " تجویز فرمایا ہے ۔ نومولود کی صحت و سلامتی درازی عمر اور خادم دین بننے کے لئے درخواست دعا ہے ۔ (اعانت بدر /۵۰)

درخواست دعا

خاکسار کی اہلیہ محترمہ صفا صاحبہ لندن میں امید سے ہیں MEDICAL CHECKUP کروانے سے معلوم ہوا کہ جسم میں SUGAR کی مقدار بہت زیادہ ہے نیز کبھی کبھی BLEEDING بھی ہوتی ہے ان عوارض کے برے اثرات سے محفوظ رہنے نیز نرینہ اولاد عطا ہونے کے لئے درخواست دعا ہے ۔ ڈاکٹر رفیق احمد ناصر سکالر قاہرہ یونیورسٹی مصر حال نزیل قادیان

رمضان المبارک اور جماعت احمدیہ

مکرم مولوی سید قیام الدین صاحب برق مبلغ سلسلہ

حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے جب مامور من اللہ اور مہدی برحق ہونے کا دعویٰ کیا تب اللہ تبارک و تعالیٰ کی سنت قدیمہ کے تحت تاریکی کے فرزندوں نے اپنے طریق کے مطابق آپ کی مخالفت کرنے کی جہاں ناکام و ناتمام کوشش کی وہاں پر اپنی سفلی ہتھکنڈوں سے اس نور اللہ کو بجھانے کی بھی مکروہ سازشیں کرتے رہے۔ قسما قسم کی مضحکہ خیز بہتان تراشیاں بھی کیں کئی طرح کے گھٹیا پُر فریب الزامات بھی لگائے اُن میں سے علماء سُوء کا ایک مکر یہ بھی تھا کہ مرزا صاحب کو اُن کے مشن میں ناکام اور رسوا کرنے کے تعلق سے یہ بھی کیا جائے کہ آپ کی نسبت گورنمنٹ انگلشیہ کو شک میں بھی مبتلا کیا جائے مگر اللہ پاک نے اس سلسلہ میں بھی اپنے وعدہ کے مطابق جس طرح دیگر مامورین من اللہ کی تائید و نصرت کرتا رہا آپ کی بھی پُر زور تائید و نصرت کی۔ اس کے نتیجہ میں منجملہ دیگر اُن عنایات الٰہیہ کے جو آپ پر کی گئیں ایک اہم ترین زندگی بخش واقعہ کو یہاں بیان کرنا مقصود ہے جس کا خاص کر تعلق سیدالشہور ماہ رمضان المبارک سے ہے چنانچہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”مجھے ۲۱ر رمضان المبارک ۱۳۱۶ھ جمعہ کی رات کو جس میں انتشارِ روحانیت مجھے محسوس ہوتا تھا اور میرے خیال میں تھا کہ یہ لیلۃ القدر ہے اور آسمان سے نہایت آرام اور آہستگی سے مینہ برس رہا تھا ایک رؤیا ہوا۔ یہ رؤیا اُن کے لئے ہے جو ہماری گورنمنٹ عالیہ کو ہمیشہ میری نسبت شک میں ڈالنے کے لئے کوشش کرتے ہیں۔ مَیں نے دیکھا کہ کسی نے مجھ سے درخواست کی ہے کہ اگر تیرا خدا قادر ہے تو تُو اس سے درخواست کر کہ یہ پتھر جو تیرے سر پر ہے بھینس بن جائے۔ تب مَیں نے دیکھا کہ ایک وزنی پتھر میرے سر پر ہے جس کو کبھی مَیں پتھر اور کبھی لکڑی خیال کرتا ہوں۔ تب مَیں نے یہ معلوم کرتے ہی اس پتھر کو زمین پر پھینک دیا پھر بعد اس کے مَیں نے جناب الٰہی میں دُعا کی کہ اس پتھر کو بھینس بنا دیا جائے۔ اور مَیں اس دُعا میں محو ہو گیا۔ جب بعد اس کے مَیں نے سر اُٹھا کر دیکھا تو کیا دیکھتا ہوں کہ وہ پتھر بھینس بن گیا ہے۔ سب سے پہلے میری نظر اس کی آنکھوں پر پڑی۔ اس کی بڑی روشن اور لمبی آنکھیں تھیں تب مَیں یہ دیکھ کر کہ خدا نے پتھر کو جس کی آنکھیں نہیں تھیں ایسی خوبصورت بھینس بنا دیا جس کی ایسی لمبی اور روشن آنکھیں ہیں۔ خوبصورت اور مفید جاندار ہے۔ خدا کی قدرت کو یاد کرکے وجد میں آ گیا اور بلاتوقف سجدہ میں گرا۔ اور مَیں سجدہ میں بلند آواز سے خدا تعالےٰ کی بزرگی کا ان الفاظ میں اقرار کرتا تھا کہ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ رَبِّیَ الْاَعْلٰی اور اس قدر اونچی آواز تھی کہ مَیں خیال کرتا ہوں کہ وہ آواز دور دور تک جاتی تھی۔ تب مَیں نے ایک عورت سے جو میرے پاس کھڑی تھی جس کا نام بھانو تھا اور غالباً اس دُعا کی اس نے درخواست کی تھی یہ کہا کہ دیکھ ہمارا خدا کیسا قادر خدا ہے جس نے پتھر کو بھینس بنا کر آنکھیں عطا کیں۔ اور مَیں یہ اُس کو کہہ رہا تھا کہ پھر یکدفعہ خدا تعالےٰ کی قدرت کے تصور سے میرے دل نے جوش مارا اور میرا دل اس کی تعریف سے پھر دوبارہ بھر گیا اور پھر مَیں اسی طرح وجد میں آکر سجدہ میں گر پڑا۔ اور ہر وقت یہ تصور میرے دل کو خدا تعالیٰ کے آستانہ پر یہ کہتے ہوئے گراتا تھا کہ یا الٰہی تیری کیسی بلند شان ہے۔ تیرے کیسے عجیب کام ہیں کہ تُو نے ایک بے جان پتھر کو بھینس بنا دیا۔ اس کو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں۔ جن سے وہ سب کچھ دیکھتا ہے۔ اور نہ صرف یہی بلکہ اس کے دودھ کی بھی اُمید ہے۔ قدرت کی باتیں ہیں کہ کیا تھا اور کیا ہو گیا۔ مَیں سجدہ میں ہی تھا کہ آنکھ کھُل گئی۔ قریباً اُس وقت رات کے چار بج چکے تھے۔ فالحمد للّٰہ علیٰ ذالک۔ مَیں نے اس کی تعبیر کی کہ وہ ظالم طبع مخالف جو میرے پر خلاف واقعہ اور سراسر جھوٹ باتیں بنا کر گورنمنٹ تک پہنچاتے ہیں وہ کامیاب نہیں ہوں گے اور جیسا کہ خدا تعالیٰ نے خواب میں ایک پتھر کو بھینس بنا دیا اور اُس کو لمبی اور روشن آنکھیں عطا کیں۔ اسی طرح انجام کار وہ میری نسبت حکام کو بصیرت اور بینائی عطا کرے گا اور وہ اصل حقیقت تک پہنچ جائیں گے۔ یہ خدا کے کام ہیں اور لوگوں کی نظر میں عجیب۔“

(بحوالہ حقیقۃ المہدی صفحہ ۱۸ تا ۱۹ روحانی خزائن جلد ۱۴ صفحہ ۴۳۳ تا ۴۳۵ مطبوعہ لندن)

اسی طرح ماہِ رمضان المبارک کی بہت اہمیت ہے دیگر کلمہ گو مسلمان بھائیوں کے مقابلہ میں جماعت احمدیہ مسلمہ کے نزدیک زیادہ اہمیت و عظمت کا حامل مہینہ ہے کیونکہ اس مقدس مہینہ میں اللہ جل شانہٗ نے بانی جماعت احمدیہ کی صداقت و حقانیت کے اثبات میں ایک ایسا عظیم الشان تابناک آسمانی نشان ظاہر فرمایا جس کی خوشخبری و بشارت ۱۳۰۰ سال قبل رسولِ عربی ﷺ نے اُس مامور من اللہ مہدی برحق کی صداقت کے ثبوت کے لئے بطور آسمانی گواہ و روشن علامت کے طور پر بیان فرمایا تھا اُس مبارک حدیث کے الفاظ یہ ہیں:-

اِنَّ لِمَهْدِيِّنَا آيَتَيْنِ لَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ يَنْكَسِفُ الْقَمَرُ لِاَوَّلِ لَيْلَةٍ مِنْ رَمَضَانَ وَتَنْكَسِفُ الشَّمْسُ فِي النِّصْفِ مِنْهُ۔ وَلَمْ تَكُوْنَا مُنْذُ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ۔

چنانچہ مذکور الذکر حدیث کے بارہ میں بانی جماعت احمدیہ حضرت احمد القادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں:-

”ایسا ہی دارقطنی کی ایک حدیث بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ مہدی معہود چودھویں صدی کے سر پر ظاہر ہوگا وہ حدیث یہ ہے کہ اِنَّ لِمَھْدِیِّنَا اٰیَتَیْنِ۔ ترجمہ تمام حدیث کا یہ ہے کہ ہمارے مہدی کے لئے دو نشان ہیں۔ جب سے زمین و آسمان کی بنیاد ڈالی گئی وہ نشان کسی مامور اور مُرسل اور نبی کے لئے ظہور میں نہیں آئے۔ اور وہ نشان یہ ہیں کہ چاند کو اپنی مقررہ راتوں میں سے پہلی رات میں اور سورج کو اپنے مقررہ دنوں میں سے بیچ کے دن میں رمضان کے مہینہ میں گرہن ہوگا۔ یعنی انہی دنوں میں جبکہ مہدی اپنا دعویٰ دُنیا کے سامنے پیش کرے گا اور دُنیا اُس کو قبول نہیں کرے گی آسمان پر اس کی تصدیق کے لئے ایک نشان ظاہر ہوگا اور وہ یہ کہ مقررہ تاریخوں میں جیسا کہ حدیث مذکورہ میں درج ہیں سورج چاند کا رمضان کے مہینہ میں جو نزول کلام الٰہی کا مہینہ ہے گرہن ہوگا اور ظلمت کے دکھلانے سے خدا تعالےٰ کی طرف سے یہ اشارہ ہوگا کہ زمین پر ظلم کیا گیا اور جو خدا تعالےٰ کی طرف سے تھا اس کو مفتری سمجھا گیا۔ اب اس حدیث سے صاف طور پر چودھویں صدی متعین ہوتی ہے۔ کیونکہ کسوف خسوف جو مہدی کا زمانہ بتلاتا ہے اور مکذبین کے سامنے نشان پیش کرتا ہے وہ چودھویں صدی میں ہی ہوا ہے اب اس سے زیادہ صاف اور صریح دلیل کونسی ہوگی کہ کسوف و خسوف

کے زمانہ کو مہدی معہود کا زمانہ حدیث نے مقرر کیا ہے اور یہ امر مشہود و محسوس ہے کہ یہ کسوف و خسوف چودھویں صدی ہجری میں ہی ہوا اور اسی صدی میں مہدی ہونے کے مدعی کی سخت تکذیب ہوئی۔ پس ان قطعی اور یقینی مقدمات سے یہ قطعی نتیجہ نکلا کہ مہدی معہود کا زمانہ چودھویں صدی ہے اور اس سے انکار کرنا امور مشہودہ محسوسہ بدیہیہ کا انکار ہے۔ ہمارے مخالف اس بات کو تو مانتے ہیں کہ چاند اور سورج کا گرہن رمضان میں واقع ہو گیا۔ اور چودھویں صدی میں واقع ہوا۔ مگر نہایت ظلم اور حق پوشی کی راہ سے.... .... عذریں پیش کرتے ہیں۔"
(تحفہ گولڑویہ صفحہ 26 تا 28 روحانی خزائن جلد 17 مطبوعہ لندن)۔

پھر آگے چل کر مہدی پاک علیہ السلام اس دار قطنی حدیث کی صحت کا ثبوت دیتے ہوئے حلفیہ اعلان بھی کرتے ہیں۔ جیسا کہ آپ نے فرمایا:۔
"غرض یہ دار قطنی کی حدیث مسلمانوں کے لئے نہایت مفید ہے اس نے ایک تو قطعی طور پر مہدی معہود کے لئے چودھویں صدی کا زمانہ مقرر کر دیا ہے اور دوسرے اس مہدی کی تائید میں اس نے ایسا آسمانی نشان پیش کیا ہے جس کے تیرہ سو برس سے کل اہل اسلام منتظر تھے۔ سچ کہو کہ آپ لوگوں کی طبیعتیں چاہتی تھیں کہ میرے مہدویت کے دعویٰ کے وقت میں آسمان پر رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف ہو جائے ان تیرہ سو برسوں میں بہتیرے لوگوں نے مہدی ہونے کا دعویٰ کیا مگر کسی کے لئے یہ آسمانی نشان ظاہر نہ ہوا۔ بادشاہوں کو بھی جن کو مہدی بننے کا شوق تھا یہ طاقت نہ ہوئی کہ کسی حیلہ سے اپنے لئے رمضان کے مہینہ میں خسوف کسوف کرا لیتے۔ بیشک وہ لوگ کروڑہا روپیہ دینے کو تیار تھے اگر کسی کی طاقت میں بجز خدا تعالیٰ کے ہوتا کہ ان کے دعووں کے ایام میں رمضان میں خسوف کسوف کر دیتا۔ مجھے اس خدا کی قسم ہے جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اس نے میری تصدیق کے لئے آسمان پر یہ نشان ظاہر کیا ہے اور اس وقت ظاہر کیا ہے جب کہ مولویوں نے میرا نام دجّال اور کذاب اور کافر بلکہ اکفر رکھا تھا۔"
(بحوالہ تحفہ گولڑویہ صفحہ 56 تا 57 روحانی خزائن جلد 17 مطبوعہ لندن)

پس براہین قاطعہ ججج ساطعہ کے ذریعہ ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے عین موافق مہدی برحق علیہ السلام کی صداقت کی تائید میں ایک ہی رمضان میں چاند گرہن سورج گرہن ہوا خاص کر وہ تاریخی دن جس دن (6 اپریل 1894ء) یہ روشن نشان وقوع پذیر ہوا۔ اس دن مومنین کس قدر فرط و انبساط کے ساتھ اللہ کی حمد سے لبریز ہو کر اللہ پاک کے شکر کے جذبات سے سرشار تھے اس سلسلہ میں ایک ایمان افروز حوالہ پیش کرنے کی سعادت حاصل کر رہا ہوں۔ (خاص کر احمدیوں کیلئے۔ برقی)

حجۃ اللہ حضرت نواب محمد علی خان رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:۔
"میں قادیان میں سورج گرہن کے دن نماز میں موجود تھا مولوی محمد احسن امروہی رضی اللہ عنہ نے نماز پڑھائی تھی اور نماز میں شریک ہونے والے بے حد رو رہے تھے اس رمضان میں یہ حالت تھی کہ صبح دو بجے سے چوک احمدیہ میں چہل پہل ہو جاتی اکثر گھروں میں اور بعض مسجد مبارک میں آموجود ہوتے جہاں تہجد کی نماز ہوتی سحری کھائی جاتی۔ اور اوّل وقت صبح کی نماز ہوتی اس کے بعد کچھ عرصہ تلاوت قرآن شریف ہوتی اور کوئی آٹھ بجے کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام سیر کو تشریف لے جاتے سب خدام ساتھ ہوتے۔ یہ سلسلہ کوئی گیارہ بجے ختم ہو جاتا اس کے بعد ظہر کی اذان ہوتی اور ایک بجے سے پہلے نماز ظہر ختم ہو جاتی اور پھر نماز عصر بھی اپنے اوّل وقت میں پڑھی جاتی بس عصر اور مغرب کے درمیان فرصت کا وقت ملتا تھا۔ مغرب کے بعد کھانے وغیرہ سے فارغ ہو کر آٹھ ساڑھے آٹھ بجے نماز عشاء ختم ہو جاتی اور ایسا ہُو کا عالم ہوتا کہ گویا کوئی آباد نہیں۔ مگر دو بجے سب بیدار ہوتے اور چہل پہل ہوتی۔"
(بحوالہ کتاب اصحاب احمد جلد دوم صفحہ 77)

ایسے روشن آسمانی نشان ظاہر ہونے کے بعد بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے جو مخالف علماء نہایت بے شرمی اور ڈھٹائی کے ساتھ اپنی من مانی ضد پر اڑے ہوئے تھے اُن میں سے سرفہرست مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد اللہ چکڑالوی بھی تھے۔ ہر دو مولوی صاحبان کے از راہ تفریط کے مباحثہ پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام حکم ربّانی ہونے کی حیثیت سے ایک باقاعدہ ریویو کتابی شکل میں لکھ کر دونوں کو صراطِ مستقیم پر گامزن رہنے کی تلقین کی۔ چنانچہ حضور علیہ السلام اپنے اسی ریویو میں ایک بیان اس طرح سے دیتے ہیں کہ :۔ فرمایا :۔
"میں جب اشتہار کو ختم کر چکا شاید دو تین سطریں باقی تھیں تو خواب نے میرے پر زور کیا یہاں تک کہ میں مجبوری کاغذ کو ہاتھ سے چھوڑ کر سو گیا۔ تو خواب میں مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی اور مولوی عبد اللہ صاحب چکڑالوی نظر کے سامنے آ گئے میں نے ان دونوں کو مخاطب کر کے یہ کہا خسف القمر والشمس فی رمضان فبایّ الآءِ ربکما تکذّبٰن یعنی چاند اور سورج کو تو رمضان میں گرہن لگ چکا پس تم اے دونوں صاحبو کیوں خدا کی نعمت کی تکذیب کر رہے ہو۔ پھر میں خواب میں اخویم مولوی عبد الکریم صاحب کو کہتا ہوں کہ الاء سے مراد اس جگہ میں ہوں۔ اور پھر میں نے ایک دالان کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا کہ اس میں چراغ روشن ہے۔ گویا رات کا وقت ہے اسی الہام مندرجہ بالا کو چند آدمی چراغ کے سامنے قرآن شریف کھول کر اس سے یہ دونوں فقرے نقل کر رہے ہیں گویا اسی ترتیب سے قرآن شریف میں وہ موجود ہے۔ اور ان میں سے ایک شخص کو میں نے شناخت کیا کہ میاں نبی بخش صاحب رفوگر امرتسری ہیں۔"
(بحوالہ مولوی ابو سعید محمد حسین بٹالوی اور مولوی عبد اللہ چکڑالوی کے مباحثہ پر حکم ربّانی کا ریویو حاشیہ صفحہ 12 مطبوعہ قادیان)

انتخاب عہدیداران جماعتہائے احمدیہ بھارت

برائے سال 1995-96ء تا 1997-98ء

جماعت ہائے احمدیہ بھارت کے موجودہ عہدیداران کی میعاد 30 جون 1995ء کو ختم ہو رہی ہے۔ لہذا جملہ امراء / صدر صاحبان جماعت ہائے احمدیہ بھارت سے گزارش کی جاتی ہے کہ وہ اپنی اپنی جماعت میں 31 مارچ 1995ء سے قبل نئے انتخابات کروا کر منتخب شدہ عہدیداران کی فہرستیں بغرض منظوری نظارت علیا میں بھجوائیں۔ واضح رہے کہ نئے عہدیدار یکم جولائی 1995ء سے 30 جون 1998ء تک یعنی تین سال کیلئے منتخب کئے جائیں گے۔

صرف درج ذیل عہدیداران کی فہرست بغرض منظوری نظارت علیا میں بھجوائی جائے۔
امیر۔ نائب امیر۔ صدر۔ نائب صدر۔ جنرل سیکرٹری۔ سیکرٹری تبلیغ و تربیت۔ سیکرٹری تعلیم۔ سیکرٹری امور عامہ و خارجہ۔ سیکرٹری وصایا۔ سیکرٹری مال۔ سیکرٹری اشاعت۔ سیکرٹری ضیافت۔ سیکرٹری رشتہ ناطہ۔ آڈیٹر۔ امین۔ محاسب۔

عہدیداران مجلس خدام الاحمدیہ و انصار اللہ۔ سیکرٹریان تحریک جدید و وقف جدید۔ امام الصلوٰۃ اور قاضی کی منظوری متعلقہ دفاتر سے لی جائے۔

قواعد انتخاب عہدیداران کا سرکلر جملہ جماعتوں میں الگ سے بھجوایا جا رہا ہے۔

(2) :۔ جن جماعتوں میں امارت کا نظام قائم ہے وہاں پہلے حسب قواعد مجلس انتخاب کے ممبران کا انتخاب کر کے مرکز سے منظوری حاصل کی جائے۔ منظوری ملنے کے بعد مجلس انتخاب عہدیداران کا انتخاب کرے گی۔ اس بارہ تفصیلی قواعد کا سرکلر ارسال کیا جا رہا ہے۔

ضروری نوٹ :۔ کسی ایسے فرد کو جس کے ذمہ لازمی چندہ جات کا چھ ماہ سے زائد کا بقایا ہو گا اسے انتخاب میں شامل ہونے کا حق حاصل نہ ہو گا۔ لہذا احباب جماعت سے گزارش ہے کہ وہ اپنے بقایا جات فوری طور پر ادا کریں۔

ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان

تربیتی و تبلیغی مساعی

مرکزی وفد کا دورہ پونچھ

ماہ اگست ۹۴ء میں سالانہ اجتماع کے بعد محترم ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ اور دیگر مرکزی نمائندگان نے پونچھ کی بعض جماعتوں کا دورہ کیا جس میں احباب جماعت کے علاوہ غیر از جماعت معززین سے بھی ملاقات ہوئی محترم میر غلام محمد صاحب پونچھی سابق ممبر پارلیمنٹ ایکس منسٹر جموں و کشمیر نے وفد کی ایک ٹی پارٹی کی اور جماعت احمدیہ کے ساتھ نیک جذبات کا اظہار کیا۔ جنم اشٹمی کے روز حضرت کرشن جی مہاراج کی مقدس سوانح پر مکرم سید تنویر احمد صاحب ناظم وقفِ جدید نے روشنی ڈالی۔ جس کا پورے شہر میں خوشگوار اثر ہوا۔

محترم مہانتی صاحب سپرنٹنڈنٹ صاحب آف پولیس پونچھ اور ڈی سی جناب راکیش کمار گپتا سے ملاقات اور تبادلۂ خیالات بھی ہوا۔

۳۰ر اگست ۹۴ء کو بڈھانوں میں ایک تربیتی اجلاس ہوا۔

(عطاء اللہ ناصر مبلغ سلسلہ پونچھ)

بنگال و آسام میں عظیم الشان جلسے ایک مسجد اور دو اسکولوں کا افتتاح

تین صد افراد کا قبول حق

ماہ نومبر کے آخر اور دسمبر کے اوائل میں محترم محمد مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگال خاکسار حمید الدین شمس محترم سید تنویر احمد صاحب ناظم وقفِ جدید مکرم مولانا محمد ایوب صاحب ساجد نائب ناظم وقفِ جدید نے بنگال کے نارتھ زون اور آسام کی متعدد جماعتوں نیز میگھالیہ صوبہ کا دورہ کیا۔ اس دوران آل بنگال کانفرنس سندر پور میں منعقد ہوئی ... کی ازاں بعد شلوری گھاٹ میں جماعت کے اسکول کا افتتاح عمل میں آیا۔ اسی طرح کری پاڑ میں بھی اسکول کی نئی بلڈنگ میں اجتماعی دعا ہوئی۔ نیز آسام میں ۱۱ اور ۱۲ر نومبر کو بمقام نرار بیٹیا جماعت احمدیہ آسام و میگھالیہ کانفرنس منعقد ہوئی جس کی صدارت محترم ماسٹر مشرق علی صاحب امیر جماعت احمدیہ بنگال و آسام نے کی جلسہ میں پورے آسام، بنگال، میگھالیہ کی جماعتوں سے افراد جماعت نیز علاقہ کے معززین نے شمولیت کی۔ نیز آسام کے خدام کا اجتماع نہایت شاندار طریق پر منعقد ہوا جس میں آسام کے خدام، اطفال ناصرات اور لجنہ کے علمی اور ورزشی مقابلے ہوئے۔ محترم امیر صاحب نے انعامات تقسیم کئے۔ ۴۴ جماعتوں سے نمائندگان نے شرکت کی

شاندار کبڈی میچ نرار بیٹیا مقام پر خدام آسام کے بہترین کھلاڑیوں کی ٹیم اور آسام کے مبلغین کے مابین کبڈی میچ ہوا جس میں مبلغین کی ٹیم کے کیپٹن کی حیثیت سے خاکسار میدان میں اُترا اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے مبلغین کی ٹیم نے آسام کے خدام کی ٹیم کو تین پوائنٹ سے شکست دی اس میچ کو دیکھنے کے لئے علاقے کے بعض معززین بھی آئے ہوئے تھے اور وہ حیران تھے کہ احمدی مبلغ تقریریں بھی زوردار کرتے ہیں اور کبڈی کے میدان میں بھی بہت آگے ہیں۔

اس دورے میں تین صد افراد نے احمدیت کو قبول کیا اور اس سال کے ٹارگیٹ میں سے پندرہ صد افراد سے زائد نے احمدیت قبول کی۔

نیز میگھالیہ کے علاقے میں جو تبت اور چین کے قریب واقع ہے اور نہایت خوبصورت ہے۔ یہاں بھی اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعتیں قائم ہیں اُن افراد سے مل کر وہاں مجالس سوال و جواب منعقد کی گئی۔ یہاں کے افراد جماعت کے اخلاص سے بھی بے حد خوشی ہوئی۔ خاص طور پر کلکتہ میں نومبر کے آخری عشرہ میں ہزارہا افراد تک لٹریچر دیا گیا اور مشن کے باہر سوال و جواب کا کاؤنٹر کھولا گیا تھا جہاں غیر از جماعت کے سوالوں کے جوابات دیئے گئے۔ نیز متفرق افراد کے گھروں پر پہنچ کر اُن سے ملاقات کر کے پیغام حق پہنچایا گیا۔ نرار بیٹیا کے بعد قافلہ نے میگھالیہ، پتا جلی اور گوہاٹی پور کے مقامات کا دورہ کیا۔

دسمبر کے اوائل میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب نائب ناظر دعوت الی اللہ ربوہ کی آمد پر سوال و جواب کی مجالس اور درس حدیث اور عظیم الشان جلسہ منعقد کیا گیا جس کے لئے کلکتہ کے کثیر الاشاعت اخبار آزاد ہند میں پوسٹر دیا گیا۔ جس سے ہزاروں افراد تک احمدیت کا پیغام بذریعہ اخبار پہنچا۔ اور مشن میں احمدی افراد جماعت نے غیر از جماعت زیر تبلیغ افراد کو لاکر محترم حافظ صاحب سے ملوایا اور پیغام حق پہنچایا گیا۔

۶ر نومبر ۹۴ء کو آل بنگال کانفرنس سندر پور میں منعقد ہوئی جس میں ۳۰ جماعتوں سے افراد جماعت نے شمولیت کی۔

۱۰ر نومبر کو وفد نارتھ بنگال پہنچا اور شلوری گھاٹ کے مقام پر خوبصورت مسجد اور نئے اسکول کا افتتاح محترم امیر صاحب نے کیا۔

امسال جلسہ سالانہ قادیان میں بنگال کے ہر ضلع سے اور ہر جماعت سے نمائندگی ہوئی جب کہ کلکتہ سے تقریباً ہر خاندان سے جلسہ سالانہ قادیان میں نمائندگان حاضر ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ہماری حقیر مساعی کو قبول فرمائے۔ آمین

(حمید الدین شمس مبلغ انچارج بنگال و آسام)

وقفِ جدید کے سالِ نو ۱۹۹۵ء کا اعلان

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ ۶/۱/۹۵ کے خطبہ جمعہ میں وقفِ جدید کی عظیم بابرکت تحریک کے سال نو کا اعلان فرما دیا ہے۔ افراد جماعت حضور انور کے ایمان افروز روح پرور خطاب کو بذریعہ M.T.A ڈش انٹینا سُن چکے ہوں گے۔ دعوت الی اللہ کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے تمام ہندوستان میں کثرت سے افراد جماعت احمدیہ میں داخل ہو رہے ہیں ان کی تعلیم و تربیت نہایت ضروری ہے اس غرض کے لئے جماعتوں سے معلمین وقفِ جدید کا مطالبہ کثرت سے ہو رہا ہے۔ لیکن بجٹ کی کمی کی وجہ سے اس ضرورت کو کماحقہٗ پورا کرنا مشکل ہو رہا ہے۔

سیدنا حضور انور نے ۲۷ر دسمبر ۱۹۹۱ء کے خطبہ جمعہ میں فرمایا تھا کہ:۔

"ہندوستان میں وقفِ جدید کی غیر معمولی اہمیت سمجھی جانی چاہیئے"

خاکسار تمام مخلصین جماعت خصوصاً عہدیداران جماعت سے درخواست کرتا ہے کہ وقفِ جدید کے انسپکٹران و نمائندگان کو دورہ پر بھجوایا جا رہا ہے ان کے ساتھ اضافہ وعدہ جات اور وصولی کے سلسلہ میں ہر ممکن تعاون فرماویں۔ جزاکم اللہ تعالیٰ خیراً۔

ایسے افراد جو اپنا چندہ وقفِ جدید برائے سال رواں ۱۹۹۵ء رمضان المبارک کے بابرکت ایام ختم ہونے سے قبل ادا کر دیتے ہیں حضور انور ایسے مخلصین کے نام رمضان المبارک کی اختتامی دعا میں شامل کر لیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ جملہ افراد کے اموال میں غیر معمولی برکت عطا کرے۔

(ناظم وقفِ جدید قادیان)

منظوری صدر و نائب صدر مجلس انصار اللہ بھارت

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مجلس انصار اللہ بھارت کے صدر اور نائب صدر صف دوئم کے عہدیداران کی درج ذیل منظوری عطا فرمائی ہے۔

(۱):۔ صدر .... مکرم مولانا حکیم محمد دین صاحب

(۲):۔ نائب صدر صف دوئم ...... مکرم چوہدری محمد اکبر صاحب

اللہ تعالیٰ ہر دو کو بیش از بیش خدمت دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(ناظر اعلیٰ صدر انجمن احمدیہ قادیان)

درخواستِ دُعا

مکرم ابراہیم محی الدین الہ دین کی خانہ آبادی اور کاروبار میں ترقی و برکت کے لئے درخواست دُعا ہے۔ (اعانت -/۱۰۰ روپے)

(اہلیہ نور الدین الہ دین حیدر آباد)

بقیہ خلاصہ خطبہ جمعہ صفحہ اول

وہ آزمائش کے وقت ساتھ نہیں رہتے بلکہ ختم ہو جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم زندہ اخلاق پر فائز ہے اور پہلے انبیاء بھی اخلاق کے رستے سے نبوت پر فائز ہوئے مگر پہلے انبیاء مکارم اخلاق پر نہ تھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاق چوٹی پر تھے۔ خدا تعالیٰ کا کسی ایسے بندے سے ہرگز تعلق قائم نہیں ہو سکتا جو بد خلق ہو نیکی کے ساتھ بد خلقی چل نہیں سکتی بد خلقی اور نیکی کے اندر تضاد پایا جاتا ہے۔

حضور نے فرمایا۔ جو شخص اعلیٰ اخلاق رکھتا ہے وہ رفتہ رفتہ دلوں کو جیتتا چلا جاتا ہے اور ایسے انسان پر زیادتی کرنے والا بھی زیادتی چھوڑ کر اعلیٰ اخلاق والے کی پیروی کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حضور نے فرمایا جتنا اعلیٰ اخلاق کا انسان ہوگا اتنا زیادہ خدا کے قریب ہوگا یہی راز ہے۔ اس حدیث قدسی میں فرمایا گیا ہے کہ انا عند ظن عبدی بی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اپنے بندے کے ظن کے مطابق اس کے ساتھ ہوتا ہوں یعنی ظرف انسان کے مطابق ہی خدا اس میں سماتا ہے۔ اس سے سلوک کرتا ہے۔ پس اگر خدا سے محبت کرنا چاہتے ہیں تو اپنے اخلاق کی فکر کریں ورنہ نہ آپ گھر میں کامیاب ہو سکتے ہیں اور نہ باہر۔

حضور نے فرمایا میں آپ کو دعوت الی اللہ کے جہاد کی طرف بلا رہا ہوں لیکن جب تک آپ جہاد میں تربیت سے پہلے اعلیٰ اخلاق سے جہاد کی تیاری نہیں کریں گے آپ دعوت الی اللہ کے میدان میں کبھی کامیاب نہیں ہو سکتے۔ آپ ایسے اعلیٰ اخلاق کے حامل بن جائیں جن کے نتیجہ میں دشمن بھی دوست بن جاتے ہیں۔ اس کے لئے محنت کی ضرورت ہے۔ یاد رکھیں کہ آپ کی روحانی عمارت کی بقا اور استحکام اخلاقِ حسنہ پر مبنی ہے جو توحید ہی کا دوسرا نام ہے اس کو اپنانے کی کوشش کریں اپنے گھر میں بھی اور اپنے ماحول میں بھی بالخصوص نو مبائعین کو اعلیٰ اخلاق پیدا کرنے کی کوشش کریں ان کی تربیت کی بہت ضرورت ہے مجھے لگتا ہے کہ احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتح کے دن بہت قریب آ گئے ہیں۔ پس میرے لئے لازم ہے کہ اس سے پہلے کھول کھول کر آپ کی ذمہ داریاں آپ کو سمجھاؤں اللہ ہمیں اس کی توفیق عطا کرے۔ آمین۔

پاکستان کی خبریں (۱)

راجن پور (پاکستان) کے احمدی مبلغ پر توہین رسالت کا جھوٹا مقدمہ دائر کیا گیا

راجن پور پاکستان میں جماعت احمدیہ کے مبلغ کے خلاف ہتک عزت رسول کا مقدمہ کئے جانے کی اطلاع ملی ہے۔ ان پر یہ الزام لگایا گیا ہے کہ انہوں نے ڈش انٹینے کے ذریعہ مسجد میں فحش فلمیں دکھائی ہیں یہ مقدمہ یکم اکتوبر ۹۴ء کو زیر دفعہ ۲۹۵ دائر کیا گیا ہے یاد رہے کہ اس دفعہ کے تحت سزا۔ سزائے موت ہے۔

مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ پر یہ اطلاع دیتے ہوئے رشید چوہدری صاحب پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ نے بتایا کہ پاکستان کی اکثر احمدیہ مساجد پر ڈش انٹینے صرف اور صرف حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبات سننے کے لئے لگائے گئے ہیں۔ ان کے ذریعہ ہرگز فحش فلمیں نہ کبھی پہلے دکھائی گئیں اور نہ ہی آئندہ کبھی اس بات کا سوال پیدا ہوتا ہے۔ یہ صرف اور صرف مخالفین ختم نبوت کے مولویوں کا حسد و بغض اور جھوٹ ہے جس کے نتیجہ میں وہ معصوم احمدیوں پر طرح طرح کے جھوٹے الزامات لگا کر توہین رسالت کے مقدمات دائر کر رہے ہیں۔ حالانکہ احمدی ان مولویوں سے کہیں بڑھ کر رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق کرنے والے ہیں۔ پریس سیکرٹری صاحب نے بتایا کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے پروگرام روزانہ بارہ گھنٹے دکھائے جاتے ہیں اور ہر دیکھنے والا جانتا ہے کہ مسلم ٹیلی ویژن احمدیہ کے تمام پروگرام علم و عرفان اور محبت اسلام سے بھرپور ہوتے ہیں۔

(۲)

گدھا عقل پر جیسے گھاس چر گیا!

(پریس ڈیسک) پاکستان کے بعض بدبخت مولوی ہمیشہ اس تاک میں رہتے ہیں کہ احمدی مسلمانوں کو کن طریقوں سے ہراساں کیا جائے ان پر جھوٹے مقدمات قائم کئے جائیں اور ان کے کاروبار کو ہر طرح سے نقصان پہنچایا جائے چنانچہ وہ اکثر ایسی کارروائیاں کر کے اپنے زعم میں اسلام کی بہت بڑی خدمت سرانجام دیتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ ان کی یہ کارروائیاں نہ صرف غیر اسلامی اور غیر انسانی ہیں بلکہ جہالت کا مرقع ہیں۔ ذیل میں ان کی ایک تازہ ترین جہالت کی مثال دی جاتی ہے جسکی اطلاع ہمیں جھنگ صدر سے موصول ہوئی ہے۔

"۵ اکتوبر ۹۴ء کو مسجد سلطان والی محلہ پنڈی جھنگ صدر میں ایک ختم نبوت کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کہا گیا کہ ناصر احمد، فضل احمد اور طاہر احمد صاحب جو سنگ تراشی کا کام کرتے ہیں قادیانی ہیں اور قبروں کے کتبے تیار کرتے ہیں جن پر بسم اللہ الرحمن الرحیم، کلمہ طیبہ اور قرآنی آیات لکھتے ہیں ان پر مقدمہ درج ہونا چاہیئے کیونکہ غیر مسلم ہونے کی وجہ سے ایسا نہیں کر سکتے۔ یہ بھی کہا گیا کہ اگر پولیس نے پرچہ درج کرنے سے انکار کیا تو ہم ایس پی کے دفتر کا گھیراؤ کریں گے اور اعظم طارق نائب سرپرست اعلیٰ سپاہ صحابہ اس کی قیادت کریں گے چنانچہ ۳ نومبر ۹۴ء کو پولیس انہیں پکڑ کر لے گئی مگر بعد میں جماعتی کوششوں سے ان کو رہا کرا لیا گیا۔ اب انتظامیہ نے کہا ہے کہ آپ انجمن تاجران کمیٹی کے صدر سے لکھوا کر لائیں کہ یہ لوگ اتنے عرصہ سے یہ کاروبار کر رہے ہیں اور لوگوں کے آرڈر پر کتبے تیار کئے جاتے ہیں۔ صدر انجمن تاجران ص ۲۱

ص ۲۳
غلام علی صاحب نے پہلے تو لکھنے کی حامی بھر لی مگر بعد میں مولویوں کے دباؤ کے تحت انکار کر دیا۔ علاقہ کے مولوی غلام حسین نے صدر انجمن تاجران کو کہا کہ تینوں احمدی ان کی مسجد میں جا کر بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کو گالیاں دیں تو ہم پرچہ درج نہیں کرائیں گے۔ پولیس کے حکام نے جماعت احمدیہ کو کہا ہے کہ دو تیار شدہ کتبے ان کو دے دئے جائیں تو وہ پہلے ڈی ایس پی سے قانونی رائے لے کر کوئی اقدام کریں گے"۔

احباب کرام سے درخواست ہے کہ وہ اپنے پاکستانی احمدی بھائیوں کے لئے درد دل سے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو دشمن کے ہر شر سے محفوظ رکھے۔ آمین ؎

(رشید احمد چوہدری پریس سیکرٹری جماعت احمدیہ)

YUBA
QUALITY FOOTWEAR

بانی پولیمرز
کلکتہ-۷۰۰۰۴۶
ٹیلیفون نمبرز:-
43-4028-5137-5206

C.K. ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 - (KERALA)
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOODEN FURNITURE.

پاکستان بیرونِ ملک سیکولر۔ اندرونِ ملک مذہبی تعصّب

روزنامہ "سیاست" حیدرآباد ۲۶ر نومبر ۱۹۹۴ء رقمطراز ہے :۔

"خالصتاً مذہبی اور سیاسی مذہبی جماعتوں کے بڑھتے ہوئے اثر ونفوذ اور انتہا پسندی کی جانب سفر نے اندرونِ ملک کے علاوہ عالمی برادری میں بھی پاکستان کے عمومی تصور کو شدید ٹھیس پہنچائی ہے۔ عالمی سفارتی حلقوں میں پاکستان کا شمار ایک بنیاد پرست تشدد گروہوں پر مشتمل ملک کے طور پر ہونے لگا ہے۔ جہاں دلیل اور منطق ایک حد تک زیادہ وزن نہیں رکھتے۔ دوسری طرف پے در پے برسرِاقتدار حکومتیں، بیرون ملک پاکستان کے سیکولر تصور کے فروغ کے لیے کوشاں رہیں مگر اندرون ملک سیاسی ضرورتوں اور مذہبی جماعتوں کے اثرات کے تحت انہیں بارہا دل نخواستہ ایسے اقدامات پر مجبور ہونا پڑا جو بعد میں ان کے لئے پریشانی اور پشیمانی کا باعث بنے۔ مثال کے طور پر ۱۹۹۲ء میں پشاور کی ایک خصوصی عدالت کی جانب سے چوری کے الزام میں دو امریکی مسلمانوں کے ہاتھ قلم کر دینے کے فیصلے نے بیرون ملک پاکستان کے خلاف ایک طوفان کھڑا کر دیا۔ جو بعد ازاں ہائیکورٹ کی جانب سے سزا کو کالعدم کر دینے کے بعد کچھ حد تک کم ہوا۔ تاہم اس واقعہ کے پاکستان کے مجموعی تاثرات پر انتہائی ناخوشگوار اثرات مرتب ہوئے بابری مسجد کی شہادت کے بعد اگرچہ ساری دنیا میں شمت غم و غصے کا اظہار کیا گیا تھا تاہم پاکستان میں اسے سیاسی مقاصد کے لئے استعمال کیا گیا۔ حکومت کے خلاف رائے عامہ بیدار کرنے اور عوام کو سڑکوں پر لانے کے لئے زیادہ سے زیادہ جارحانہ رویہ اور بیان بازی اختیار کی گئی جس کو بین الاقوامی میڈیا نے بڑھا چڑھا کر پیش کیا اور پاکستان کو ایسا ملک ثابت کرنے کی کوشش کی جہاں مذہب بہت سی سماجی حقیقتوں اور معاشرتی خوبصورتیوں پر حاوی ہو گیا ہے۔

ملک میں ہونے والے فرقہ وارانہ فسادات اور خون ریز جماعتی تصادموں نے عالمی برادری میں پاکستان کی امیج پر برا اثر ڈالا ہے۔"

(مرسلہ۔ مکرم مولانا سلطان احمد صاحب ظفر انچارج مبلغ آندھرا)

جو لوگ مسیحی ہو گئے تھے اسرائیل جانے کے شوق میں پھر یہودی بن رہے ہیں

ماہنامہ "مسیحی دنیا" نئی دہلی جنوری ۱۹۹۵ء "بیت اللحم میں کرسمس میلہ کے آنکھوں دیکھا حال" کے عنوان سے لکھتا ہے :۔

"اس بار کرسمس پر بیت اللحم اور اسرائیل کے دوسرے شہروں میں بہت رونق رہی پچاس سال بعد اسرائیل اور فلسطینیوں میں امن کا معاہدہ ہوا ہے۔ مصر کے بعد اردن کے ساتھ بھی دوستی ہو گئی ہے سرحدیں کھول دی گئی ہیں عرب ملکوں سے بھاری تعداد میں زائرین پہنچے۔ ہندوستان سے بھی بہت لوگ گئے اسرائیل کا ہوائی جہاز بمبئی سے جاتا ہے جبکہ اُردن کے جہاز دہلی سے روانہ ہو کے عمان جاتے ہیں جہاں سے بس میں پون گھنٹہ کا سفر ہے۔ شکایت ہے کہ ہندوستان سے بہت لوگ کام کی تلاش میں اسرائیل جا کر وہیں بس جاتے ہیں یروشلم میں ہندوستانی ہوٹل بھی کھل گیا ہے بہت لوگ ناجائز طور پر جا رہے ہیں مزورم، ناگالینڈ منی پور سے بہت لوگ اپنے کو یہودی نسل سے بتا کر جاتے ہیں۔ اسرائیل قانون کے تحت کھوئے ہوئے یہودی قبیلوں کے لوگوں کو جانے کی اجازت مل جاتی ہے۔ مزورم امنی پور والوں کا کہنا ہے کہ وہ کھوئے قبیلے منسّی کی نسل سے ہیں اس قبیلہ کا ذکر بائبل میں ہے یہ لوگ مسیحی ہو گئے تھے اب پھر سے یہودی بن رہے ہیں۔ اب اسرائیل سرکار نے پچاس ایسے لوگوں کو آنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے۔ مزورم والے کہتے ہیں کہ ان کا نسی قبیلہ ۶۸۳ سے ۶۴۳ قبل از مسیح ہندوستان آیا ان کا راجہ شاہ یہودا یوسف تھا جس کا دادا یعقوب تھا ان کا علاقہ جھیل گابیل اور بحر مردار کے درمیان تھا اب ہندوستان کے ہر یجنوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ وہ یہودی نسل سے ہیں۔"

حق و صداقت کی جیت

مکرم مولانا محمد عمر صاحب انچارج کیرلہ

کیرلہ کے ایک اشاعتی ادارہ کلمہ پبلیکیشنز نے جس کے پیچھے جماعت اسلامی کیرلہ کے سرگرم ارکان کارفرما ہیں۔ اسلام انسائیکلوپیڈیا کے نام سے ایک کتاب شائع کی تھی جس میں صفحہ ۲۲۸ تا صفحہ ۲۳۲ میں ۵ صفحات پر مشتمل ایک نہایت بیہودہ مضمون جماعت احمدیہ کے متعلق قادیانزم کے عنوان پر شائع کر کے عوام الناس میں جماعت احمدیہ کے خلاف غلط فہمی پھیلانے کی مذموم کوشش کی گئی تھی۔

اس پر خاکسار نے شدید احتجاج کرتے ہوئے اور اس واضح اور غیر اسلامی دیگر انسانی رویہ کی مذمت کرتے ہوئے اس کتاب کے ایڈیٹوریل بورڈ کے تمام ممبروں کو الگ الگ چٹھی روانہ کی تھی نیز اس مذموم مضمون کا جواب کتابی شکل میں شائع کر کے ان تمام ممبروں کو بھجوا دیا تھا۔ اس چٹھی کے جواب میں ان کے چیف ایڈیٹر اور ایک اور پروفیسر جو اس بورڈ کے ممبر ہیں نے انتہائی معذرت کی چٹھی خاکسار کے نام روانہ کی تھی۔

اس سلسلہ میں خاکسار کی ایک رپورٹ مورخہ ۱۶ر جون ۹۴ء کے اخبار بدر میں شائع ہوئی تھی۔ اس انسائیکلوپیڈیا میں شائع شدہ بعض قابل اعتراض مواد اور مذہبی تعصب کی وجہ سے اب حکومت نے اس کتاب کی ضبطی کا اعلان کیا ہے۔

چنانچہ کیرلہ کے کثیر الاشاعت ملایالم منورما نے مورخہ ۹ر دسمبر ۹۴ء کی اشاعت میں اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل خبر شائع کی ہے۔ "کتاب ضبط کی جائیگی" تریوندرم۔ کالیکٹ کلمہ بکس نے اسلام انسائیکلوپیڈیا کے نام سے جو کتاب شائع کی ہے اس کی ضبطی کا حکم ملکی قوانین کے مطابق نافذ کیا گیا ہے۔ کتاب کی نقول۔ طبع ثانی ملخصات وغیرہ پر دستاویز ضبط کئے جائیں گے۔

... مذہبی فرقوں کی دل آزاری اور مذہبی تعصب پیدا کرنے والے مضامین اس کتاب میں پائے جاتے ہیں۔ ان ہی وجوہات کی بناء پر ضبطی کا حکم نافذ کیا گیا ہے! (ملایالہ منورما ۹ر ۱۲ر ۹۴)

اس طرح خدا تعالیٰ نے عدل و انصاف کے ذریعہ حق و صداقت کا بول بالا کر دیا ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذلک۔

دو شعر :۔ (۱) جماعت احمدیہ کو بدنام کرنے کی ناپاک کوشش پر

چاند کے مکھ پر تھوک کے مُلّا اپنا ہی مکھ گندہ ہو ۔۔۔ عقل کے ناخن لے دے تو کہ اب بھی سمے ہے بندہ ہو

(۲) پاکستان میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو گرفتار کرنے کی ناکام سازش پر)

پکڑ جکڑ کا کاٹ سکے جو کہاں سے بنی ایسی شمشیر ۔۔۔ خوشبو کہاں سے قید ہوتی ہے تو نے کب پہنی زنجیر

(۳) مُلّا سے راز و نیاز

۱۔ نام محمد پارس جس کو چھولے سونا ہو
تو مُلّا ویسا کا ویسا کھوٹ ہے تجھ میں ہونہ ہو

۲۔ نام خدا کی فرضی قسمیں نام نبیؐ پر اتنے جھوٹ
لوٹ رہا بندوں کو مُلّا ڈال رہا بندوں میں پھوٹ

۳۔ ان کے مکھ سے کھرچے کلمہ، ان کی مسجد ڈھا دے تو
جن کی ہر دھڑکن میں محمدؐ سانس سانس میں اللہ

(صابر صدیقی رڑکی)

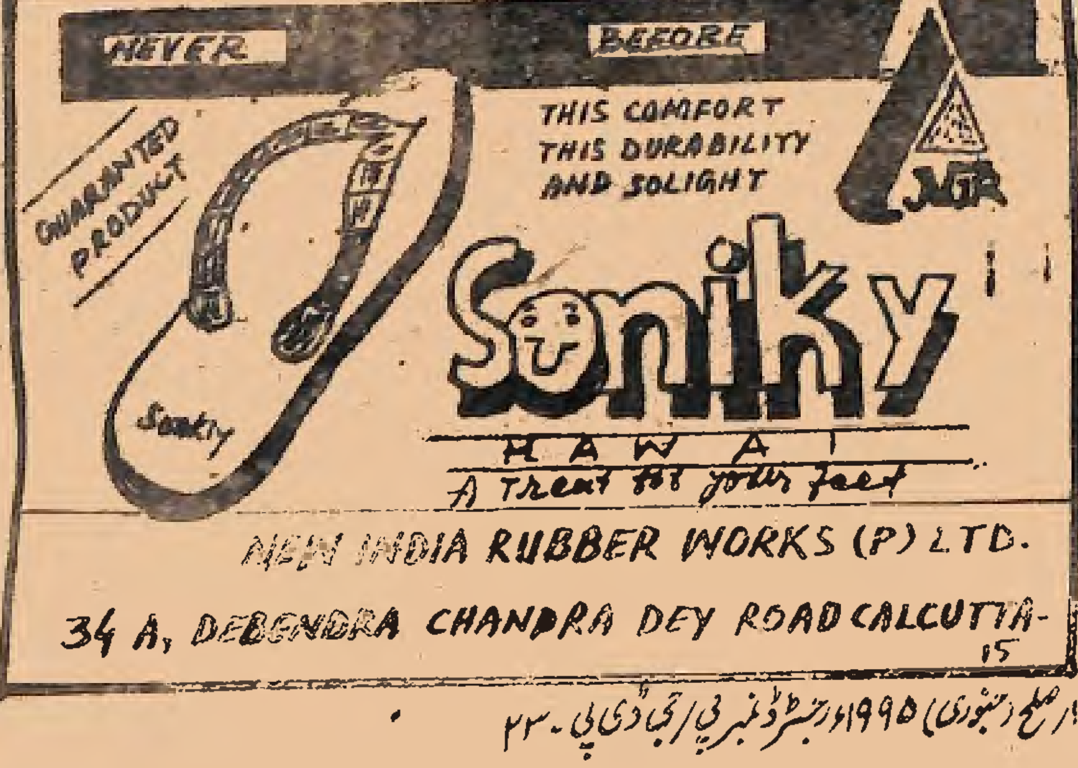

साप्ताहिक 'बद्र'

क़ादियान [पंजाब]

सम्पादक :-
मुनीर अहमद ख़ादिम
उप सम्पादक :-
मुहम्मद नसीम ख़ान
क़ुरैशी मुहम्मद फ़ज़्लुल्लाह

हिन्दी भाग | वर्ष 2 | 5-12 जनवरी 1995 | अंक 1-2

क़ुरआन शरीफ़

"जो कुछ आसमानों तथा ज़मीन में हैं सब अल्लाह का है।"

(वह प्रभुत्वशाली और स्तुतियों वाला रब्ब) अल्लाह ही है। और जो कुछ आसमानों तथा ज़मीन में है सब उसी का है तथा (उस का) इन्कार करने वालों के लिए एक कड़ा अज़ाब निश्चित है। (इन्कार करने वाले) जो लोग आख़िरत के मुक़ाबिले में इस सांसारिक जीवन को प्रधानता देते हैं और (दूसरे लोगों को भी) अल्लाह की राह से रोकते हैं उसे (अर्थात् सांसारिक जीवन को अपने मन के) टेढ़ापन के द्वारा हासिल करना चाहते हैं। यह लोग दूर की गुमराही में पड़े हुए हैं।"

(इब्राहीम : 3-4)

"अत्याचार से बचो"

(फ़र्मान हज़रत मुहम्मद मुस्तफ़ा सल्लल्लाहो अलै०)

"अत्याचार से बचो। एक अत्याचार आख़िरत के दिन अनेक अंधकार का कारण होगा। कन्जूसी से बचो क्योंकि कन्जूसी ने तुम से पहले बहुत से लोगों को हलाक (बरबाद) कर दिया है तथा उसने (अर्थात कन्जूसी) ने उनको इस बात पर उकसाया कि उन्होंने (निर्दोषों का) ख़ून बहाया तथा हराम को हलाल समझा।

(मुस्लिम)

"यदि तुम ख़ुदा के हो जाओगे तो निश्चित समझो ख़ुदा तुम्हारा ही है।"

(पवित्र कथन हज़रत मिर्ज़ा ग़ुलाम अहमद साहिब, मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम)

"हमारा स्वर्ग हमारा ख़ुदा है। हमारे जीवन के सर्वश्रेष्ठ आनन्द हमारे ख़ुदा में हैं क्योंकि हमने उसको देखा और प्रत्येक सुन्दरता उसमें पाई। यह दौलत लेने के योग्य है यद्यपि प्राण देने से मिले और यह रत्न खरीदने के योग्य है चाहे सम्पूर्ण अस्तित्व खोने से प्राप्त हो। हे महरूमों! (हे वंचित लोगों) इस स्रोत की ओर दौड़ो, कि वह तुम्हारी पिपासा शान्त करेगा। यह ज़िन्दगी का चश्मा (स्रोत) है जो तुम्हें बचाएगा। .... यदि तुम ख़ुदा के हो जायोगे तो निश्चित समझो कि ख़ुदा तुम्हारा ही है।"

(कश्तीनूह पृष्ठ 21-22)

क़ादियान में जमाअत अहमदिय्या का 103वां जलसा सालाना!

16 देशों के पांच हज़ार से अधिक लोग सम्मिलित।

विदेश राज्य मन्त्री श्री आर. एल. भाटिया जलसे की मुबारक-बाद देने क़ादियान आए।

अल्हम्दो लिल्लाह कि मरकज़े अहमदिय्यत क़ादियान में 103वाँ जलसा सालाना 26, 27, 28 दिसम्बर 1994 को सम्पन्न होकर दुआओं और ज़िकरे इलाही, रब्बानी बातों और ख़ुदा ताला के फ़रिश्तों के साये तले ख़ुदा तआला की मदद का अवलोकन करते हुए अत्यन्त कामयाबी से समाप्त हुआ। इस जलसे की मुख्य बात यह थी कि गत वर्ष की भाँति इस साल भी मुस्लिम टेलिविज़न अहमदिय्या के माध्यम से हज़रत मिर्ज़ा ताहिर अहमद साहिब इमाम जमाअत अहमदिय्या का जलसे की उद्‌घाटन और समापन सत्र की भाषण सीधे महमूद हाल लन्दन से सारी दुनियां में टेली-कास्ट किया गया।

इस साल भारत सहित विश्व के 16 देशों से पाँच हज़ार से अधिक लोग जलसे में सम्मिलित हुए। इसी तरह भारत के विभिन्न प्रान्तों से नये अहमदी भी सम्मिलित हुए। जिन-2 देशों से लोग शामिल हुए उनके नाम इस प्रकार हैं: पाकिस्तान, बंग्लादेश, नेपाल भूटान, यूनाइटेड किंगडम, जर्मनी, कैनडा, अमरीका, इन्डोनेशिया, मारीशस, डेन्मार्क, न्यूज़ीलैण्ड, मलेशिया, फ्रांस, व सिंगापुर।

जलसे के दौरान मुस्लिम व ग़ैर मुस्लिम भाईचारा और राष्ट्रीय एकता व प्यार मुहब्बत के नज़ारे ईमान अफरोज़ रहे। भारत के विदेश राज्य मंत्री जनाब आर. एल. भाटिया और सिक्खों के प्रतिष्ठित लीडर बाबा ठाकुर सिंह जी भी जलसे की मुबारकबाद देने के लिए तशरीफ लाये और जनाब त्रिपत राजेन्द्र सिंह एम. एल. ए. ने करीब डेढ़ सौ महिमानों को निमन्त्रण दिया। इसी प्रकार जनाब प्रताप सिंह बाजवा मिनिस्टर पंजाब ने मेहमानों की आवभगत के लिए लंगर ख़ाना मसीह मौऊद अलै: में अनुदान पेश किया।

26 दिसम्बर को सुबह ठीक 10-00 बजे मोहतरम साहिबज़ादा मिर्ज़ा वसीम अहमद साहिब नाज़िर आला व अमीर जमाअत अहमदिय्या क़ादियान ने अहमदिय्या ध्वजारोहण की प्रक्रिया अदा की आप ने अपने भाषण के प्रारम्भ में क़ादियान में S. T. D. की सुविधा हो जाने पर ख़ुदा का शुक्र अदा किया। तथा जलसे का मक़सद बयान किया। और उन के इलावा मोहतरम मौलाना दोस्त मुहम्मद साहिब शाहिद इतिहासकार अहमदिय्यत (तारीख़ नवीस) व मुकर्रम हाफ़िज़ मुज़फ्फर अहमद और मुकर्रम हाफ़िज़ सालेह-मुहम्मद अलेहदीन साहिब विशेषज्ञ अन्तरिक्ष विज्ञान ने भी तक़रीरें की। अन्त में समापन समारोह मुकर्रम मौलाना दोस्त मुहम्मद साहिब शाहिद की अध्यक्षता में हुआ। और साथ-साथ तक़रीरों का अनुवाद अंग्रेजी, मलयालम, बंगाली, तामिल और इन्डोनेशियन भाषाओं में किया गया।

वर्षा होने की वजह से 27 और 28 दिसम्बर के इजलासात मस्जिद अक़्सा में आयोजित हुए। और जलसे के दौरान जमाअत के साथ नमाज़ तहज्जुद और फजिर नमाज़ के बाद दरस का इन्तेज़ाम जारी रहा।

वक़्फ़-ए-जदीद

वक़्फ़-ए-जदीद की उद्देश्य-पूर्ण तहरीक अहमदिय्या सम्प्रदाय के द्वितीय उत्तराधिकारी अल्-मुस्लेह मौऊद रज़ियल्लाहो तयाला अन्हो ने सन् 1957 ई० में ग्रामीण जमाअतों की शिक्षा-दीक्षा के लिए जारी की। हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्सलाम ईश्वरीय सन्देश को सम्पूर्ण मानव समाज तक पहुंचाने के लिए अपनी हार्दिक इच्छा को प्रकट करते हुए फ़र्माते हैं :-

"धर्म के प्रचार और प्रसार के लिए.............................. प्रत्येक स्थान पर उपदेशक और शास्त्रार्थी नियुक्त हों और (वे) मानव समाज को सत्य की ओर आमन्त्रित करें।"

(निशान-ए-आसमानी पृष्ठ 44 व तब्लीग़-ए-रिसालत भाग-2, पृष्ठ 153)

वक़्फ़-ए-जदीद की तहरीक में हज़रत मसीह मौऊद अलैहिस्लाम की हार्दिक इच्छा की शर्त निहित है। जैसा कि हज़रत मुस्लेह मौऊद रजि० ने इस बा बरकत तहरीक के सम्बन्ध में फ़र्माया :-

"नवयुवक अपना जीवन वक़्फ़-ए-जदीद के लिए वक़्फ़ करें और हज़रत इस्माईल अलैहिस्सलाम का आदर्श स्थापित करें एवं हज़रत मुईनुद्दीन चिश्ती ...हज़रत शहाबुद्दीन सोहर वरदी और हज़रत इस्माईल शहीद (अल्लाह तआला इन सब पर अपनी कृपा और अनुग्रह करे) जैसे औलिया व सूफ़िया के चरण चिन्हों पर चलें और आध्यात्मिक रुप में वीरानों को आबाद करें। मुसलमानों को शिक्षा दें। पवित्र कुर्आन और हदीस पढ़ाएँ और अपने शिष्य तैयार करके सुदूर प्रान्तों में भेजें और इस्लाम के प्रकाश को (सर्वत्र) फैलाएँ।"

(अलफ़ज़ल 6 फ़रवरी, सन् 1958 ई०)

तहरीक-ए-वक़्फ़ जदीद के महत्व को स्पष्ट करते हुए फ़र्माया :-

"यह काम ख़ुदा तआला का है और जरुर पूरा होकर रहेगा। मेरे दिल में चूंकि ख़ुदा तआला ने यह तहरीक डाली है इसलिए चाहे मुझे इसके लिए अपने मकान बेचने पड़े, कपड़े बेचने पड़े, मैं इस कर्त्तव्य को तब भी पूरा करुगा .... ख़ुदा तआला उन लोगों को पृथक् कर देगा जो मेरा साथ नहीं दे रहे और मेरी सहायता के लिए फ़रिश्ते आसमान से उतारेगा।"

(अलफ़ज़ल 7 जनवरी सन् 1958 ई०)

"यह बा बरकत तहरीक अहमदिय्या सम्प्रदाय के व्यक्तियों से दो महत्वपूर्ण तक़ाज़े (यावनाएं) करती है। प्रथम यह कि देश के विशाल क्षेत्र में फैली हुई ग्रामीण जमाअतो की समुचित रुप मे शिक्षा-दीक्षा करने के लिए निष्काम धर्मार्थ सेवा भाव रखने वाले अधिक से अधिक मुअल्लिमीन (शिक्षक) जुटाएँ जाएँ। द्वितीय यह कि शिक्षा-दीक्षा के इस महान मिशन को चलाए रखने के लिए वक़्फ़-ए-जदीद को आर्थिक दृष्टि से मज़बूत और सुदृढ़ किया जाए। पहला तक़ाज़ा तो सम्प्रदाय के केवल वयस्क व्यक्तियों से सम्बन्ध रखता है जबकि दूसरा तक़ाज़ा पूरा करने के लिए हज़रत ख़लीफ़तुल मसीह-II अल् मुस्लेह मौऊद रजि० ने बच्चों और बच्चियों को भी इस आर्थिक जिहाद (अल्लाह के लिए संघर्ष) में सम्मिलित किया है। हुज़ूर की हार्दिक इच्छा थी कि :-

"हमारी जमाअत............यदि उन्नति करना चाहती है तो चारों ओर प्रचार और सुधार का जाल फैलाना पड़ेगा। अब महा जाल डालने की जरुरत है और उसके द्वारा गाँव गाँव............ अपितु ग्राम के प्रत्येक घर तक हमारी आवाज़ पहुंच जाए।"

(अलफ़ज़ल 11 जनवरी सन् 1958 ई०)

हज़रत अल्-मुस्लेह मौऊद की हार्दिक इच्छा को पूरा करने के लिए भारत के विस्तृत क्षेत्र में भी अल्लाह तआला के फ़ज़ल से सन् 1958 ई० से ही वक़्फ़-ए-जदीद के द्वारा ग्रामीण जमाअतों की शिक्षा-दीक्षा का महान कार्य हो रहा है और चौथी ख़िलाफ़त के बा बरकत क्रान्तिकारी समय में इस काम में असाधारण प्रसारण हुआ है और सन्तोषजनक परिणाम निकल रहे हैं लेकिन इसमें तेज़ रफ़्तारी पैदा करने के लिए प्रचारकों और आर्थिक साधनों की कमी को पूरा करने के निमित्त हज़रत ख़लीफ़तुल मसीह चतुर्थ ने ने सन् 1986 ई० में इस तहरीक को अन्तर्राष्ट्रीय रुप दे दिया जिसकी पृष्ठ भूमि का स्पष्टीकरण करते हुए हुज़ूर ने फ़र्माया :-

"गत वर्ष मैंने वक़्फ़-ए-जदीद को भी अन्तर्राष्ट्रीय तहरीक का रुप दे दिया था और ख़ुदा तआला ने जमाअत को इसका बहुत ही लाभ पहुंचाया अपितु मालूम होता है कि अल्लाह तआला की ओर से दिल पर कब्ज़ा था जिसके परिणाम स्वरुप इस तहरीक को अन्तर्राष्ट्रीय रुप देने की आवश्यकता अनुभव हुई अपितु यह कहना चाहिए कि अब समय आ गया है कि इसे अन्तर्राष्ट्रीय किया जाए।"

"चूंकि इस के पश्चात् मेरी दृष्टि पड़ी हिन्दोस्तान के हालात पर तो शुद्धि के कारण जमाअत को वहां बहुत रुपए की आवश्यकता थी और भारत की जमाअतों में इतनी ताकत नहीं है कि वह अपने पाँव पर खड़े होकर वहां शुद्धि की ओर ध्यान दे सके और इसके अतिरिक्त प्रचार के जो क्षेत्र खुल रहे हैं भारत में वह असाधारण हैं। नई-नई कौमों (जातियों) नए-नए प्रांतों में अल्लाह तआला के फ़ज़ल से उन्नति के द्वार खुल रहे हैं।"

(बद्र 13 फ़रवरी सन् 1987 ई०)

अस्तु इसके पश्चात् सम्प्रदाय की शिक्षा-दीक्षा का यह काम समूचे भारत में विशेष कर राजिस्थान यू०पी० वारंगल इत्यादि प्रान्तों में जहाँ बेशुमार मुसलमानों को इस्लाम धर्म छोड़ने के लिए विवश किया जा रहा था तथा क़ादियान के निकटवर्ती ग्रामों में भी शिक्षा-दीक्षा के काम को विस्तृत रुप में फैलाया हुआ है और सहस्त्रों पवित्र आत्माओं को अहमदिय्या सम्प्रदाय में दीक्षित होने का सौभाग्य प्राप्त हुआ है।

सन् 1980 ई० में वक़्फ़-ए-जदीद का बजट लगभग पौन लाख (Rs. 75000) मात्र था। प्रचार क्षेत्र में प्रचारकों की संख्या केवल सात थी जबकि वर्तमान साल ~~सन् 1987-88~~ ई० का बजट ख़ुदा तआला के फ़ज़ल से 55 लाख 41 हज़ार रुपए है और इस समय भारत वर्ष के प्रान्त पंजाब, आसाम, आन्ध्र, उड़ीसा, महाराष्ट्र, बंगाल तमिलनाडू, राजिस्थान, कर्नाटक, कश्मीर, केरल और यू० पी० में 135 मुअल्लिमीन (शिक्षक) नियुक्त हैं। मुअल्लिमीन जुटाने के पश्चात् उनको ट्रेनिंग देने का उत्तरदायित्व केन्द्रीय कार्यालय पर है।

यह अल्लाह तआला का फ़ज़ल है कि वक़्फ़-ए-जदीद के द्वारा सात्विक स्वभाव रखने वाली आत्माओं को अहमदिय्यत अर्थात वास्तविक इस्लाम स्वीकार करने का सौभाग्य प्राप्त हो रहा है। अल्लाह तआला इसमें आर्थिक सहयोग देने वालों एवं मुअल्लिमीन और अन्य कर्मचारियों को इसका सत्फल प्रदान करे। ग्रामीन

For Dollo Supreme
CTC TEA
In 100 & 200 Gms. Pouche
Contact : Tass & Company
P-48 Princep Street, CALCUTTA-700072
Phone :- 263287, 279302

लैदर बैल्ट बैग जैंकट व बैल्ट
आदि के उत्तम निर्माता
मै: निशा लैदर
19 ए, जवाहरलाल नेहरु रोड, कलकत्ता-700081

बब्बल प्रैस, क़ादियान। प्रिन्टर व पब्लिशर : मुनीर अहमद हाफ़िज़ाबादी, क़ादियान